

9 مئی 2016ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

1

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی راٹھائیسواں اجلاس

مباحثات 2016ء

(اجلاس منعقد 9 مئی 2016ء بطابق 01 شعبان 1437 ہجری، بروز سوموار)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1
2	رخصت کی درخواستیں۔	5
3	زراعت کی ترقی و ترویج پر عام بحث میجانب نصراللہ خان زیرے۔	9

شمارہ 3

☆☆☆

جلد 28

بلوجستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 9 مئی 2016ء بمطابق 01 شعبان 1437 ہجری، بروز سوموار، بوقت شام 04:00 جکر 15 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، میڈم اسپیکر، بلوجستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (میڈم اسپیکر)۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفِ جٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ أَطْمَانَ بِهِجٍ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ
أَنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ قَفْ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ طَذِلَكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُمِينُ ۝ يَدْعُوَا مِنْ دُونِ
اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ طَذِلَكَ هُوَ الْضَّلَلُ الْبَعِيدُ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ ط

﴿پارہ نمبر ۱۲ آیت نمبر ۱۱﴾

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منه پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا، واقعی یہ کھلانقصان ہے۔ اللہ کے سوانحیں پکارا کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں نہ نفع، یہی تو دور دراز کی گمراہی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی۔ میں ایک پاؤ نئٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دن جب اجلاس ہوا تھا تو کرپشن کا جو بڑا اسکینڈل ہوا تھا اس حوالے سے ہمارے اپوزیشن لیڈر مولانا واسع صاحب نے پریس کانفرنس کیا اور یہاں اپنی speech میں کہا کہ جب تک تحقیقات مکمل نہیں ہوں۔ اُس وقت ہم نے چیف منٹر سے بھی، جو sitting Chief Minister ہیں ان سے بھی ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ پرانے ڈھائی سال میں جو کیبینٹ میں بیٹھے ہوئے وزرا صاحبان ہیں ان کو اخلاقاً طور پر سب کو مستغفلی دینی چاہئے اور ان ایم پی ایز میں جو بھی ہوں ان میں سے نیا کابینہ بنانا چاہئے۔ اور جب تک یہ تحقیقات مکمل نہیں ہو اُس وقت تک اخلاقاً ان کا حق نہیں بتا ہے کہ یہ بیٹھ جائیں۔ تو اس حوالے سے مولانا صاحب نے کہا تھا کہ ہمارے مشترکہ پریس کانفرنس میں کہ ہم اُس وقت تک واک آؤٹ کریں گے اور ہماری وہ واک آؤٹ ابھی تک جاری ہیں اور ہم واک آؤٹ کرنا چاہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ میرے خیال میں اگر آپ، جی واسع صاحب۔

مولانا عبد الواسع (قائد حزب اختلاف)۔ شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! چیف منٹر صاحب نواب صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم ہاؤس کے تمام ساتھیوں کے وزرا صاحبان یہ ان تمام پارٹیوں کے احترام کرتے ہوئے اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کی طرف چیف منٹر اور انکے ساتھ تمام کابینہ کے دوستوں کی طرف ایک اچھی پروگرام کے تحت مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ اس حکومت، جب مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب ڈاکٹر مالک صاحب وزیر اعلیٰ بن گئے تھے تو اُس وقت پہلا تقریباً نکایہ تھا کہ ایک گولی نہیں چلے گی۔ پھر ہزاروں گولیاں چل گئیں اور اس ملک میں، چلو یہ تو خیر ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ جو انکا سب سے بڑا پروگرام تھا جو انکا منشور تھا کہ نہ کرپشن کریں گے نہ کرپشن کرنے دیں گے اگر ایک روپیہ بھی ظاہر ہو گیا تو میں ہاؤس کو چھوڑ کر کے میں تو سیاست سے مستغفلی ہو جاؤں گا۔ میڈم اسپیکر! میں ان کی تمام ساتھیوں کی جو قوم پرستوں جماعت کی جو پارٹیاں ہیں پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے دوست یا نیشنل پارٹی کے دوست ہیں۔ جو دوسرے دوست اس ہاؤس میں ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں میڈم اسپیکر صاحبہ! کہ ہمارے ہاؤس اور جنتی بھی وزراء

بیں۔ مئیں سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ کابینہ ہوا راتنے بڑی واضح اسکیڈل جب سامنے آگیا۔ ایک تو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ یعنی وہ وہ ہیں کہ الزامات، کبھی ادھر الزامات، کبھی ادھر الزامات ثابت ہونے تک کی ہو۔ لیکن ایک اس طرح رنگے ہاتھوں پکڑ کے ایک چیز سامنے آ جاتے ہیں تو میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے خیال میں ایسے کوئی بھی چیف منسٹر بری الذمہ نہیں ہو سکتی ہے۔ اور پھر خاص کر خزانہ کا منسٹر ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کابینہ کے تمام اراکین جو ڈھانی سالہ سے ہیں۔ ہمارا مطالبه بدینتی نہیں بلکہ نیک نیتی پر منی ہے۔ اور ہم ایک، جیسے کہ ان کا مطالبه ہے۔ جب ان کا جو سوق ہے تم اُسی سوق کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک شفاف ایک صاف جمہوریت اس صوبے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور صاف پارلیمانی نظام اس صوبے میں دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم ان کی سوچ کی حمایت کرتے ہیں لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ دو مطالے میڈم اپسیکر صاحب! اور نواب صاحب بھی متوجہ ہوں اور ڈاکٹر مالک صاحب بھی متوجہ ہوں۔ دو مطالے آگئے حکومت کی طرف سے یہ مطالہ سامنے آیا ڈاکٹر مالک صاحب کی طرف سے کہ احتساب 2002ء سے شروع کیا جائے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ 1988ء سے شروع کیا جائے کیونکہ جمہوریت کا دور مارشل لاء کے بعد ہاکا ہاکا شروع ہو گیا 1988ء سے اور خاص کر میری جماعت 1988ء سے حکومتی میں رہی ہے۔ تو میرے خیال میں اُس وقت سے شروع کیا جائے اور ایک مطالہ یہ تھا۔ دوسرا مطالہ اپوزیشن کی طرف سے آیا ہے۔ کہ احتساب ہو گا کابینہ مستعفی ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی خوبصورتی ہے کہ ان دو مطالبوں کو حکومت بھی یہ مطالہ اور اپوزیشن یہ مطالہ تسلیم کر لیتی ہے کہ 1988ء سے شروع کیا جائے تاکہ ایک صاف اور شفاف پارلیمان سامنے آ جائے۔ اور ہر ایک جو بھی اس میں مجرم یا ملزم ثابت ہو جائے۔ باقی سارے ایک صحیح اور جمہوریت سیاست ہو جاتی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ یہ بات پہلے ہو چکی ہے۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب!

آپ پواسٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی تقریر نہیں کر سکتے۔

(قائد حزب اختلاف) تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ایک صحیح اور صاف و شفاف اور یہ کہ ان کے دامن پر ایک داغ ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی دامن پر ایک داغ بن جاتا ہے میڈم اپسیکر صاحب! یہ لوگ بہت شفافیت کے اور جمہوریت کے علمبردار ہیں۔ اور ہم تو پوتے نہیں کیا کیا گہنگا روگ ہیں۔ اور ان کی سوچ کو بڑھانے کے لئے ہماری مطالہ یہی ہے لہذا ہم اس ہاؤس میں اس لئے آئے ہیں کہ باقی تمام کارروائی کو روک کر اور کوئی

بھی کارروائی نہیں کی جائے جب تک اس ہاؤس میں اور کابینہ پورا مستعفی ہونے کا اعلان نہیں ہو اور مستعفی ہو جائیں۔

میڈم اسپیکر۔ جی شکریہ۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! ایسا ہے کہ ہمارے اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رہے۔ کل جو اجلاس شروع ہوا ہونا یہ چاہئے تھا کہ اپوزیشن کی جانب سے باقاعدہ ایک تحریک التوا آجائی۔ انہوں نے نہ سوچا نہ ان کو پتہ تھا جب ہاؤس کا اجلاس شروع ہوا تو ڈاکٹر مالک صاحب نے خود کھڑے ہو کر کے انہوں نے ایک پالیسی اسٹیٹمنٹ دی۔ اگر ان کو چکری ہوتی تو باقاعدہ تحریک التوا لے آتے۔ آج بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے آپ کے روز کی۔

میڈم اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں میں نے انہیں بتا دیا ہے یہ بات discuss ہو چکی تھی پلیز آپ ان باتوں کو بار بار نہیں دوہرائیں۔

قائد حزب اختلاف۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! روز کو یہ میں نہیں سمجھتا ہیں کہ کون سے روز کی بات کر رہے ہیں۔ اگر ہم بلوجستان کے غریب عوام کا پیسہ اور وہ وہاں الماریوں سے نکال کر کے اور ادھر یہ کیا روں ہو سکتا ہے۔ یہ کیا روں ہے کہ ہم چُپ کریں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈم اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں زمرک صاحب آپ کو مائیک نہیں دیا گیا ہے پلیز ان کا مائیک بند کر دیں۔ وقفہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان اچنزی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 17 دریافت فرمائیں۔۔۔ (مداخلت)۔ مولانا صاحب! اُس دن آپ نے اپنی ساری بات کہہ دی تھی۔ مولانا صاحب! آپ نے اپنی بات ساری اُس دن رکھ دی تھی۔

یہ ہاؤس بلوجستان کے تحفظ اور بلوجستان کے عوام کی حقوق کے لئے بنا ہوا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس یہ اسمبلی یہ بلوجستان کے عوام کے مفادات کی تحفظ کے لئے بنا ہوا ہے۔ بلوجستان کے غریب عوام کے حقوق کے لئے بنا ہوا ہے۔ بلوجستان کے عوام کو روٹی دلانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ نہ کہ پیسے جا کر کے الماریوں میں رکھے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا روز اور ریکولیشن نہیں ہوتے ہیں جب تک حکومت اور اپوزیشن دونوں بیٹھ کر کے عوام کے پیسے جمع

کر کے ادھر سامنے نہیں رکھتے۔ اور جب الماریوں سے آ جائیں جئیکوں سے آ جائیں۔
--(مداخلت-شور)۔

میڈم اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں انجینئر زمرک خان صاحب آپ کو فلور دے رہا ہوں آپ سوال کر کریں اگر آپ سوال نہیں کرتے ہیں تو میں یہ وقفہ سوالات کو ختم کر دوں گی۔--(مداخلت)۔ مولانا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں آپ نے اُس دن ساری باتیں کر دی ہیں۔ وقفہ سوالات میں دے رہی ہوں انجینئر زمرک صاحب اگر آپ سوال کریں گے تو پلیز ورنہ میں سوالات کو ڈیفیر کر دوں۔ پلیز آپ لوگ نشتوں پر بیٹھ کر کے instructions نہیں دیں۔ مولانا صاحب! انجینئر زمرک صاحب! آپ اپنے سوالات کر دیں گے یا میں پھر بالکل سوالات کو ختم کر دوں گی۔ میں مایک آپ کو دے رہی ہوں وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے۔ Engineer Zamarak Khan Achakzai the Floor is with you.

قائد ایوان تشریف رکھتے ہیں۔ مطالبات sir آپ نے پیش کر دیئے ہیں۔ جی مولانا صاحب۔

قائد حزب اختلاف۔ میڈم اسپیکر صاحب! انہوں نے کہا کہ 2002ء سے احتساب شروع کیتے جائیں۔ بالکل۔ اس سے آگے دس سال پیچھے چلے جائیں 1988ء سے شروع کیتے جائیں۔ لیکن حکومت سے ہماری گزارش یہ ہے کہ خدارا! بلوچستان کے عوام میں خیرخواہ لوگ ہیں اس میں اپنے لوگ ایں ہیں۔ تاکہ یہ معاملات سامنے آ جائیں اور بلوچستان کے عوام کا پیسہ۔ میرے خیال میں یہ جو پیسے لے گئے ہیں۔ یہ ادھر آسکتے ہیں اس جگہ میں۔ ایک ثبوت ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی۔ ثبوت آ گیا۔

میڈم اسپیکر۔ میں نے وقفہ سوالات۔ کیونکہ مایک میں نے اُن کو دیا انجینئر زمرک خان صاحب سوالات پوچھ نہیں رہے ہیں لہذا ان کو مئیں ملتوقی کرتی ہوں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔--(مداخلت-شور)۔ پلیز ان کے مایک بند کر دیں۔

(سیکرٹری اسمبلی)۔ (رخصت کی درخواستیں) جناب جعفر خان مندوخیل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اپنی رشیدہ دار کی فوتگی کی بنا آج اور مورخہ 12 کے نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست مظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست مظور ہوئی۔--(مداخلت-شور)۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نواب ایاز خان جو گیزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی جانے کی بنا آج اور مورخہ 9 مئی تا اختتام اجلاس اسمبلی کے نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست مظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست مظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر مجیب الرحمن محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف اپنے حلقة انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا آج کے نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست مظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست مظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ پنس احمد علی صاحب نے بھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت مظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست مظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست مظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر عبدالماجد ابڑو صاحب نے بھی مصروفیات کی بنا پر آج کے اجلاس سے رخصت مظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست مظور کی جائے؟ رخصت کی درخواست مظور ہوئی۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ آپ تشریف رکھیں۔ پلیز۔ جی قائد ایوان صاحب پلیز۔

سردار شاء اللہ ذہری (قائد ایوان)۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ آپ جو کہہ رہے ہیں دیکھیں! جو بھی ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے بلوجستان میں جو بھی ہوا ہے ہم نے بالکل اس پر کوئی وہ نہیں کی ہے۔ اور ہمارے جو سیکرٹری صاحب سے کرپشن جو ثبوت ہوا ہے ان پر اس کے فوراً بعد میں ڈاکٹر مالک صاحب کو اور ان کی پارٹی کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنی پارلیمنٹی پارٹی کا اجلاس بُلا�ا ہے اور فوراً مشیر خزانہ کو انہوں نے کہا کہ جی استغفار دے دیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوجستان کی تاریخ میں پاکستان کی تاریخ میں یہ دوسری دفعہ ہے کہ ایک وزیر نے اپنی ذمہ داری لیتے ہوئے استغفار دیا ہے۔ تو اسکو appreciate کرنی چاہیئے۔ باقی ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کے جو بھی معاملات ہیں ہم کریں گے۔ چونکہ مشیر خزانہ اُسکے سر برآ تھے۔ اور سیکرٹری سے وہ ہوا ہے۔ اور سیکرٹری کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے۔ انتظار کرنا چاہئے اور ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کیا تحقیقات ہوتی ہے۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اپوزیشن کو، جو

بھی updates ہوں گے اس معاہلے میں ہم آپ کو اعتماد میں لے کر کے ہم آپ سب کو ساتھ لے کر کے چلیں گے۔ تو یہی آپ سے request ہے۔ شکریہ۔
جی مولانا واسع صاحب۔
میڈیم اسپیکر۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف)۔ قائد ایوان نے جو کہہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ تحقیق اُس چیز کی ہوتی ہے کہ جب تک وہ چیز ثابت نہیں ہواں کو ثابت کرنے کے لئے جیسے کہ آج پانامہ والا معاملہ چل رہا ہے۔ وہ تو ثابت کرنے کے لئے پھر ثابت ہو جائے پھر وہ کرتے ہیں۔ جب ایک نقد چیز، جب پیسے اُسی گھر سے آ جاتے ہیں اور وہ وزیر خزانہ صاحب آپ کے ساتھ تشریف فرمائیں۔ وزیر خزانہ وہ تھے۔ قلمدان چیف منستر کے پاس تھا۔ اور جو پیسے برآمد ہو گیا یہ پیسے وہ انہوں نے لے گئے۔ یہ ثابت شدہ پیسے ہے چالیس ارب روپے کا معاملہ ہے۔ لیکن یہ پیسے فناں کے through جو خرچ ہوا ہے۔ یہ پیسے سب جب تک ادھر نہیں آ جائیں۔ تحقیقات اُس وقت ہوتی ہے کہ کوئی چیز فلاں کو معلوم ہے کہ پیسے گیا بھی ہے یا نہیں گیا ہے؟۔ اور اگر گیا ہے تو کسی نے چوری کیا ہے یا نہیں کیا ہے؟ پتہ نہیں کس کے ہاتھ میں سے ہوا ہے ابھی وزیر خزانہ جو تھا وہ بھی آپ کے دائیں یا بائیں سائینڈ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پیسے ثابت ہے۔ صرف چالیس ارب روپے کا ادھر لانا ہے۔ جو بھی لانا چاہتے ہیں۔ اگر نہیں لانا ہے آسانی سے۔ اگر نہیں لائیں گے تو پھر آسانی سے پھر کابینہ مستغفی ہو جائے۔ جس کے گھر سے بھی نکل گیا۔ تاکہ کوئی تحقیقات پر اثر انداز نہیں ہو جائیں۔ ہمارے بلوجستان کے عوام کا چالیس ارب روپے نواب صاحب! ہم کس کے گھر سے نکالیں؟۔ اگر کسی کے گھر میں گارڈز بھی کھڑے ہوں، اُس پر جنڈا بھی ہو، کوئی مائی کالال وہاں جا کر کے نکال سکتے ہیں؟۔ لہذا وہ نہیں نکال سکتے ہیں۔ اس میں چار پانچ ڈیپارٹمنٹس آئیں ملوث ہیں۔ لہذیہ پیسے ادھر لانے ہوں گے۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈیم اسپیکر۔ مولانا صاحب! پلیز۔

قائد حزب اختلاف۔ کیونکہ خود ڈاکٹر صاحب نے اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کر دیا ہے۔ احتساب کا مقصد یہ ہے کہ جو لوٹا ہوا دولت وہ ادھر رکھنا پڑیگا اور کوئی اس پر بہانے بازی نہیں چلے گی۔ یا کابینہ مستغفی ہو جائے۔ نہ بہانے شانے ہونگے۔ 40 ارب روپے جس حکومت کے دور میں، جس کابینہ کے دور میں ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈیم اسپیکر۔ جی آپ please Mic بند کر دیں مولانا صاحب۔ جی ڈاکٹر صاحب Mic is

with you.

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ میں وزیر تھا۔ جس دن میں نے حلف لے لیا۔ وزراء نے حلف لے لی۔ میں نے تمام powers جو ہے ناں ایڈ واائزروں کو As Minister کے منتقل کر دیئے تھے۔ یہ on the record ہے۔ میرے تمام ایڈ واائزر equal to Minister تھے۔ باقی محترم جو ماحول کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ ہم ماحول کو خراب کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ زمر ک بھائی! اگر آپ لوگ ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں وہ اور بات ہے۔ مولوی صاحب! آپ ٹھہریں بہت سے لوگوں کے نام آئیں گے، اُس میں جو نام float ہوئے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ مجھے پتا ہے۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈم اسپیکر۔ مولانا صاحب! please آپ تشریف رکھیں۔ اور آپ اسمبلی کی کارروائی کو خراب نہیں کریں please آپ تشریف رکھیں۔ جی نصراللہ زیرے صاحب!۔ سیکرٹری صاحب! آپ نے درخواستیں مکمل کی ہیں؟ مکمل ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ سرکاری کارروائی جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، رکن صوبائی اسمبلی، صوبہ میں زراعت کے ترقی و ترویج پر عام بحث کی تحریک پیش کریں۔

نصراللہ خان زیرے صاحب! Thank you Madam Speaker میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ یقیناً دو دن پہلے میں نے ایک resolution پیش کیا تھا ایگر لیکچر کے حوالے سے۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈم اسپیکر اپوزیشن لیڈر! please آپ تشریف رکھیں ورنہ آپ کی رکنیت میں suspend کر دوں گی۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ بھی resign کر جائیں مولانا صاحب! آپ کا بندہ وفاتی وزیر بیٹھا ہوا ہے اُس پر الزام ہے تو آپ بھی resign کر دیں۔ آپ روزانہ NAB کی پیشیاں بھگتے ہو یا نہیں؟۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

میڈم اسپیکر مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ please آپ لوگ اپنی اپنی نشتوں پر بیٹھ کر کے باقی نہیں کریں۔۔۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ please کارروائی روک دوں گی۔ آپ نشتوں پر بیٹھ کر کے اس طرح نہیں کریں۔ شمینہ خان صاحب! آپ

تشریف رکھیں، شمینہ خان صاحب!۔ زمرک خان صاحب!۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ زیارت وال صاحب! please آپ لوگ تشریف رکھیں۔ زمرک خان صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ کارروائی چلنے نہیں دے رہے ہیں۔ آپ please تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ مولانا صاحب! please آپ لوگ تشریف رکھیں۔ please، please (مداخلت۔شور)۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اس طرح فیصلے نہیں ہوتے ہیں۔ یہ باقاعدہ تحقیقات ہو رہی ہے۔ ادھر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا please آپ تشریف رکھیں۔ آپ اسمبلی کی کارروائی کو خراب نہیں کریں please۔ آپ اپنی اپنی نشتوں پر تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کارروائی کو خراب کر رہے ہیں، آپ بحث کر سکتے ہیں لیکن آپ شور نہیں کر سکتے ہیں آپ please تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ مولانا صاحب! آپ باقاعدہ بحث کیلئے اچنڈے پر کچھ لے کر کے آئیں آپ اس طرح پواسٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر کے بات نہیں کر سکتے please آپ قانون کو سمجھیں آپ اسمبلی کی کارروائی کو آپ خراب کر رہے ہیں مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ زمرک خان صاحب آپ تشریف رکھیں، اس طرح سے کارروائی نہیں چلے گی۔ آپ نے اپنی بات کہہ دی ہے آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ مولانا صاحب! آپ بہت Senior Parliamentarian ہیں آپ اسمبلی کے رولز کے مطابق چلیں۔ please آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ اسمبلی کا اجلاس 15 منٹ کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 4 بجکر 41 منٹ پر پندرہ منٹ کیلئے ملتوی ہوا)

میڈم اسپیکر۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب، رکن صوبائی اسمبلی صوبہ میں زراعت کی ترقی اور ترویج پر عام بحث کی تحریک پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ میں نصراللہ خان زیرے، رکن صوبائی اسمبلی تحریک پیش کرتا ہوں

کہ صوبہ میں زراعت کی ترقی و ترویج پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔

میڈم اسپیکر۔ آیا صوبہ میں زراعت کی ترقی و ترویج پر عام بحث کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ جناب

نصراللہ زیرے صاحب آپ بحث کا آغاز کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ Thank you Madam Speaker. پچھلے دونوں

یہاں ایک قرارداد پیش ہوئی تھی اور یہ فیصلہ ہوا تھا تمام ممبران اسمبلی نے کہ زراعت کی مجموعی صورتحال پر یہاں بحث کی جائے۔ میدم اپسیکر! جس طرح ہم سب کو جو نبی علم ہے کہ ہمارا صوبہ جو basic ہے جو ہماری عوام کا انحصار ہے وہ زراعت اور لا نیو اسٹاک پر ہے۔ اور آج بھی کوئی ستر فیصد ہمارے عوام کا انحصار ایگر لیکچر پر ہے لیکن بدقتی سے گز شستہ سالوں کی جو قحط پڑی خشک سالی آئی اُس سے جو سب سے بڑا جو نقصان ہم نے اٹھایا ہے ہم نے ایگر لیکچر سیکٹر میں اور لا نیو اسٹاک سیکٹر میں۔ میں یہ کہوں کہ لاکھوں درخت کاٹے گئے بلکہ جس طرح بابت صاحب کہہ رہے ہیں کہ کروڑوں درخت کاٹے گئے ہیں لاکھوں مال و مویشی وہ مر گئے ہیں اور یقیناً اب اس کی revival کے لئے ہمیں ہماری حکومت کو با اخصوص میں وفاتی حکومت کی بات کروں گا کہ انہیں ہماری ایگر لیکچر پر توجہ دینی چاہئے۔ اور دنیا میں سب سے زیادہ ایگر لیکچر میں ہمارے ہاں ایک ڈائریکٹوریٹ آف ریسرچ ہے ڈائریکٹوریٹ آف فارم مشینری ڈیپارٹمنٹ بھی ہے جسے ایم ڈی کہا جاتا ہے ڈائریکٹوریٹ آف ایکسٹینشن بھی ہے ایگر لیکچر ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹوریٹ آف آن فارم منجمنٹ بھی ہے۔ یہ تمام جو اسکے میں ہیں یہ اسکی شاخیں جو بن رہی ہیں اُن میں سب سے اہم شعبہ جو ہے وہ میدم اپسیکر وہ ریسرچ کے شعبہ کا ہوتا ہے۔ اور دنیا میں ایسا ایک فارمولہ ہے یہ بتیں ہیں کہ ایگر لیکچر میں کم از کم ساٹھ فیصد بجٹ ایگر لیکچر میں وہ ریسرچ کے لئے رکھا جاتا ہے اور پھر چالیس فیصد اُن کے ملازمین کی تنخوا ہوں کے لئے رکھی جاتی ہے لیکن بدقتی سے میدم اپسیکر کہ ہمارے ہاں اور صرف چار فیصد ریسرچ کے لئے بجٹ رکھا جاتا ہے باقی آپ کا بجٹ چھیانوے فیصد نان ڈولپمنٹ اور تنخوا ہوں کی مدد میں جاتی ہیں تو اس طرح کہاں ہم اس قسم کے ریسرچ میں جا سکتے ہیں جس طرح ریسرچ کا اب یہاں پر ہمارے پاس ملازمین ہیں یہاں پر کم از کم یہاں پر ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی تینتیس ہمارے پاس ڈائریکٹر زبھی ہیں اُن میں انھارہ گریڈ کے ایک سو 77 پوسٹیں ہیں اسی طرح سترہ گریڈ کے ہمارے پاس ایک سو اٹھتھر پوسٹیں ہیں اور ہمارا ڈیپارٹمنٹ لگا ہوا ہے لیکن میدم اپسیکر ہمارے پاس ریسرچ میں اس وقت صرف تین پی ایچ ڈی ہمارے پاس ہیں اور باقی اُن میں سے اکثریت صرف پچھل ہیں جو بی ایس کہا جاتا ہے جو ٹنڈو جام ایگر لیکچر سے فیصل آباد ایگر لیکچر یونیورسٹی سے ہمارے ہاں ایگر لیکچر کالج جو ہے اُس سے ڈگریاں حاصل کی ہیں اُن میں سے شاید کچھ نے ایم ایس سی کی ہوں۔ لیکن وہ جو ہمیں چاہئے ریسرچ ز اسکالرز چاہئے جو اس شعبہ پر کام کریں وہ انتہائی کم ہیں۔ یقیناً اس کے باوجود بہت ساری ہمارے جو ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ہے انہوں نے کام کیا ہے بہر حال میدم اپسیکر کہ بہت سارے ایسے علاقے ہیں کہ ہمارے کاشتکار ہمارے زمیندار۔ اب آپ دیکھیں کہ آپ کا قلعہ سیف اللہ ہے قلعہ عبداللہ ہے آپ کا لور الائی ٹھی ہے اُن میں بجائے اس کے کہ ہم

وہاں پر سیب کے درخت لگائیں وہ سین وہاں کا جو ماحول ہے وہاں کی جو صورتحال ہے وہ سیب۔ سیب ہو جاتا ہے لیکن قدرتی طور پر وہ علاقے زیتون کے لئے فٹ ہے وہ علاقہ پست کے لئے زیادہ فٹ ہے بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ وہاں پر ہم ابھی آپ زیارت اور کان مہترزی یا آپ قلات کو لے لیں باقی جو زیادہ سرد علاقے ہیں وہ ہمارے سیب کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔ میدم اسپیکر یقیناً بہت ساری ایسی تفصیلات ہیں جو ہمیں ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کے لئے ہمیں چاہئے۔ میں کہوں گا کہ چونکہ میدم اسپیکر ہمارے پاس وہ اب تک ہم نے وہ فیکٹریاں نہیں لگائی ہیں ہمارے پاس انڈسٹری کا سائبینڈ بہت کمزور ہیں اور ہمارے ہاں جب تک ہماری وہ ہے کہ ہم تی پیک بنائیں گے پھر مغربی روت ہو گا پارک ہوں گے انڈسٹریل زونز ہوں گے وہ شاید آنے والے اُس دور کی بات ہو گی پتہ نہیں کہب ہو گا۔ لیکن آج جو ہمارے اس صوبے کی ضرورت ہے وہ ایگر یکچھ پر ہمیں فوکس کرنا ہو گا ہمیں وفاقی حکومت پر بالخصوص آنے والی بجٹ میں ہمیں ایگر یکچھ کو بہت زیادہ بجٹ دینا پڑے گا۔ ابھی اس وقت میدم اسپیکر آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت لاکھوں کی آبادی ہمارے entire the province سے لوگ آ رہے ہیں ایگر یکچھ کو چھوڑ رہے ہیں یہاں کوئی آبادی آپ کو پتہ ہے کہ کم و بیش تیس لاکھ ہے اور الائی ژوب پیشین خضدار قلات سے لوگ آ رہے ہیں تو اس شہر پر بھی load اتنا بڑھ گیا ہے کہ یہ شہر مزید ان آبادیوں کو کثرا نہیں کر سکتا ہے۔ اگر ہم ایگر یکچھ پر نہ دی ایگر یکچھ کے مختلف سیکھر ز پر توجہ دی اس کے ریسرچ پر توجہ دی اس کے ایکسٹینشن پر توجہ دی اس کے باقی جو اعضا ہیں اگر ہم نے اس پر توجہ دی اور اس کے علاوہ ایگر یکچھ کے لئے ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اور پانی کے لئے ہمیں ڈیزیکر ضرورت ہیں ہمیں delay actions کی ضرورت ہیں ہمیں مختلف جگہوں پر چیک ڈیزیکر ضرورت ہیں۔ ہمیں مختلف جگہوں پر بڑے بڑے اسٹوروں کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے پانی کی جو سطح ہے اُس کو ہم اوپر اٹھا کر کے لے آئیں۔ اور اگر ہم نے یہ نہیں کیا تو اتنی بڑی آبادی ہمارے صوبے کی ہے یہ ہم پر بوجھ ہو جائے گی بہت سارے ہمارے نوجوان آپ جب گلیوں مکلوں میں جائیں گے تو بہت سارے ہمارے نوجوان وہ بیرون گاری کا شکار ہیں۔ وہ شہر کی طرف رُخ کر رہے ہیں سرکاری نوکریوں کا اتنا ہم مہیا نہیں کر سکیں گے انہیں جتنی کہ ہمیں ضرورت ہیں۔ تو ہم نے اپنے نوجوانوں کو عوام کو ان کے لئے روزگار کا بندوبست کرنا ہیں۔ ہمیں زیادہ توجہ زراعت اور لائیور اسٹاک پر دینی ہو گی اصل میں یہ دونوں ڈیپارٹمنٹ ایک حوالے سے یکساں ہیں یکساں ہو سکتے ہیں تاکہ جب ایگر یکچھ ہو گا تو لائیور اسٹاک بھی ساتھ ہو گا تو میں یہ دونوں ڈیپارٹمنٹس کو میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے بجٹ میں ہم ان کے لئے پیسے رکھ سکتے ہیں تاکہ ہمارے جو پروڈکٹس ہیں ابھی آپ سیب کو لے لیں بہت ساری ہماری ریسرچ

ڈیپارٹمنٹ نے سیب کی بہت ساری اقسام varieties متعارف کرائی ہیں۔ سیب کے جس میں بہت سارے اقسام ہیں اسی طرح باقی جو ہیں ناں ہم نے وہ اُس کی ۔۔۔۔۔ (اس مرحلہ میں میڈم اسپیکر صاحبہ ایوان سے باہر چلی گئیں اور اجلاس کی صدارت میر محمد عاصم کرد گیلو، جناب چیئرمین نے کی)۔

میر محمد عاصم کرد گیلو۔ (جناب چیئرمین) السلام علیکم۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ Thank you جناب چیئرمین! تو جناب چیئرمین! میں ایگر یک پھر پر تقریباً اپنی بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سیکٹر پر ہمیں بھر پور توجہ دینی ہو گی میری گزارش ہو گی کہ بہت سارے ہمارے ممبر ان سینئرمبر ان جن کا ایگر یک پھر سے خود ان کی زراعت سے انکا شعبہ رہا ہے وہ خود بھی زمیندار رہے ہیں وہ ہاؤس میں بیٹھے ہیں وہ بہتر طور پر اس پر مزید تجویز دے سکتے ہیں۔ Thank you جناب چیئرمین۔

میر محمد عاصم کرد گیلو۔ (جناب چیئرمین) جی بابت اللہ صاحب،

عبداللہ بابت (وزیر مکملہ امور پروش ایوانات و ڈائری ڈوپلمنٹ)۔ سب سے پہلے میں جناب چیئرمین آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو۔ (جناب چیئرمین) شکریہ۔ جی۔

جناب عبد اللہ بابت (وزیر مکملہ امور پروش ایوانات و ڈائری ڈوپلمنٹ)۔ واقعتاً ہمارے صوبہ کا انحصار زراعت پر ہے۔ یہاں پر اس وقت جو خشک سالی ہے اس سے ایک تباہی مج گئی ہے۔ تو اس پر اس وقت ان لوگوں کو کوئی زیادہ ریلیف نہیں ملا ہے۔ جیسے نصراللہ خان صاحب نے کہا کہ یہاں پر درخت لاکھوں کے حساب سے میں کہتا ہوں کہ کروڑوں کے حساب سے کٹے ہیں ہمارے لوار الائی میں جب یہ خشک سالی آئی تو ہمارے ایک زمیندار نے تقریباً چالیس لاکھ روپے کا خالی وہ خشک لکڑی جو ہے وہ فروع کی ہے یعنی اتنی زیادہ وہاں پر لکڑیاں تھیں کہ وہ جو سوکھ گئے پورے پورے باغات جو تھے پورے پورے گاؤں اور سب لوگوں نے وہاں سے نقل مکانی کیا ہے۔ ابھی جو اس وقت حالات ہیں اس میں ہماری جو ابھی حکومت آئی ہے اس نے واقعتاً ہماری جو اس وقت حکومت ہے اس نے زراعت پر بہت اچھا focus کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے یہاں پر کچھ ڈیزیز بنے ہیں۔ ایریگیشن کے ڈیزیز بنے ہیں۔ جن کا بہت بڑا اثر ہوا ہے اگر مزید زمینداری پر توجہ دی جائے۔ ہمارے پاس بہت سی ایسے مثالیں ہیں اگر آپ سنجاوی کو لے لیں وہاں پر چھوٹے ڈیزیز بنے ہیں جن کی وجہ سے

کہ ابھی وہ پانی نمبر سے آئے گا تو وہاں پر اتنا زیادہ واٹر ٹیبل زیادہ ہو گیا ہے کہ وہاں پر ابھی پانی کا نمبر نہیں ہوتا ہے جس نے بھی بور لگانا ہے وہ لگا سکتے ہیں۔ یعنی توجہ دینی چاہئے۔ یہاں پر ہمارے جوز راعت ہے واقعًا سیکرٹری زراعت صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ نصراللہ خان نے کہا کہ ریسرچ کا شعبہ ہے۔ بہت سے ایسے امراض ہیں جن کو عام لوگ نہیں جانتے ہیں۔ مثلاً ابھی جو پیاس کی فصل ہے میں پرسوں گیا تھا لور الائی وہاں پیاز کو ایک کیڑا لگا ہوا ہے۔ پہلے دور میں آپ کو معلوم ہے آپ خود مینڈار ہیں کہ وہاں پر اسپرے ہوا کرتے تھے جہاز آتے تھے اور یہاں پر آ کر کے وہ جہازوں کے ذریعے اسپرے کیتے جاتے تھے وہ تو ختم ہو گئے ہیں پہلے سب سیڈی پر دوائیں ملتی تھیں۔ کھاد ملتے تھے۔ ایک تو یہ عذاب بنا دیا ہے ابھی ہمارے جو یہ ایف سی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے بم بنتے ہیں وہ ابھی وہ فصل کا نائم ہوتے ہیں کھاد لانے ہوتے ہیں وہ نہیں چھوڑتے ہیں۔ ہم اگر کھاد نہیں لے آئیں وہ اس خاص موسم میں جب گندم کپنے کا وقت ہوتا ہے وہ کھاد نہیں چھوڑتے ہیں بالخصوص ہمارے علاقے میں۔ ابھی وہ کہتے ہیں کہ وہاں افغانستان میں کھاد جاتے ہیں۔ انہوں نے رکھنی پر بواٹے پر چین لگائے ہوئے ہیں کھاد کو نہیں چھوڑتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں نقصانات ہوتے ہیں۔ دوائیاں بروقت نہیں پہنچتی ہیں پہلے ہمارے زراعت میں یہ ہوتا تھا کہ اسپرے مشینیں لوگوں کو دیتے تھے وہ ہم خود دیتے تھے اور ہمارے جو فیلڈ اسٹرنٹ تھے جوز راعت کے ماہرین تھے وہ جا کر کے گاؤں میں خود اسپرے کرواتے تھے۔ ابھی ہر ایک بیکار بیٹھا ہے بی اینڈ آر اے دفتر کے سامنے بیٹھ کر کے قطار کھیلتے ہیں۔ زراعت والے بھی۔ ہمارا صوبہ ملازمیں کا صوبہ ہے۔ ابھی یہ سارے نان ڈولپمنٹ میں ہیں۔ اگر زراعت پر جائیں اور ریسرچ ہو جائے۔ ایم ایم ڈی ہمارا ملک ہے زراعت سے اسکا تعلق ہے ڈوزرز ہیں اس سے زراعت کو فائدہ ہو سکتا ہے اگر ڈوزرز زیادہ ہو جائیں اس کے دو تین فائدہ ہوتے ہیں ایک تو ڈوزرز سے زمین کی لیونگ ہوتی ہے کٹائی ہوتی ہے فلڈ آن سے بندات جو بننے ہیں اُس سے پانی کی واٹر ٹیبل بھی بڑھ جاتا ہے یہ ہمارے صوبے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اسی طرح ہمارے صوبے میں جو دوسرا یہ جو ہمارے یہ واٹر میجمنٹ ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جس کے ذریعے سے زمینداروں کو اگر اس کو مزید توسعے دی جائے مثلاً تالاب پانی کی بناتے ہیں جس میں پانی جذب نہیں ہوتا ہے پانی اسٹور ہوتا ہے اسکے لئے علاوہ جو ہم لوگ پائپ لائن بچھاتے ہیں اس کے علاوہ جو ہم نالیاں بنارتے ہیں یہ مرکز کا مسئلہ ہے ابھی مرکز کے جو فنڈز ہیں وہاں پر مطلب ہے ہمیں پہنچنے پنجاب میں سونا نکلتا ہے یا کیا بلا ہے یا اُنکے بہت بڑے resources ہیں۔ پنجاب تو چوتھا نصان تھا۔ چول معنی صحرا۔ ابھی پنجاب میں دیکھو تو نہ سیراج ہے چشمہ کا پانی ہے وہ بھی جا کر کے گو جانوالہ، گجرات میں جاتا ہے۔ وہاں پر ان کو سب سیڈی ملتی

ہے۔ ابھی وہ بولتے ہیں کہ پنجاب کا زراعت بہت اچھا ہے۔ پنجاب ہمیں گندم دیتا ہے پنجاب ہمیں چاول اور چینی دیتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بھائی جان آپ ہمارا جو صوبہ ہے آپ کو میں بتاتا ہوں کہ ہمارا ضلع لورالائی کے علاقے سے تمام یہ جو پیش کوئی چیز تک ہمارا لورالائی کا گندم آتا تھا۔ اگر زراعت پر توجہ دی جائے تو ہم کسی کے محتاج نہیں ہوں گے۔ جیسے نصر اللہ صاحب نے کہا میں اُس سے اتفاق کرتا ہوں۔ مثلاً سیب کی جو ایک قسم ہے لورالائی میں وہ کہیں اور نہیں ہوتی ہے۔ زیتون کو لے لیں اُس کا ایک پودا جو ہوتا ہے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں کہ تقریباً پانچ سورو پے کا ایک پودہ ملتا ہے۔ دوسرا مالک سے اُس کا اثر بھی اچھا ہوا ہے لوگ لگائیں اور ہم یہ پودے زیادہ منگوادیں۔ ڈیموں کی ضرورت ہے اریکیشن کے حوالے سے اگر ہمارے علاقوں کو دیکھیں۔ جو لورالائی میں خشک سالی کی وجہ سے نقل مکانی کر گئے۔ عبدالرحمن صاحب بھی لورالائی کے رہنے والے ہیں ابھی شہر میں پانی آگئی ہے۔ شہر میں جب ٹیوب ویل لگاتے تھے تو وہاں پانی موجود نہیں ہوتی تھی۔ ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرکز سے مطالبہ کرتے ہیں جس طرح آپ نے وہاں پر نہری نظام ہے۔ آپ جاتے ہیں وہاں آپ نے خود دیکھا ہو گا کہ بہاولپور سے جاتے ہیں رحیم یار خان سے سکھر جاتے ہیں وہاں پر باقاعدہ نہر کے کنارے ٹیوب ویلز لگائے ہیں جو باقاعدہ پانی پہپ کر کے نہر میں ڈالتے ہیں یہ گورنمنٹ کی اُس پر ہے۔ ہمیں کیا ملا ہے۔ ابھی فیڈرل پی ایس ڈی پی میں پندرہ ارب یا سترہ ارب دے رہے ہیں پچھلے سال ہمارے سترہ ارب روپے جو تھے وہ بھی نہیں دیے گئے ہیں۔ وہاں پر ایک پراجیکٹ بنارہے ہیں فلاں اس پر اج بن رہا ہے پل بن رہے ہیں وہاں پر موڑوے بن رہے ہیں۔ پھر بولتے ہیں کہ لوگ جو ہیں بات نہیں کریں۔ بھی! اس میں توبات کرنی ہے یہ پیسے کہاں سے آئے کہ پنڈی میں ایک میٹرو بس۔ آپ کے پیسے کدھر سے آتے ہیں اور ہمارے لیے پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ آپ کے پاس پیسے ہیں آپ میٹرو بناتے ہو۔ یہ پیسے آپ کے کدھر سے ہیں؟ ما نزا آپ کے پاس نہیں ہیں کونہ آپ کے پاس نہیں ہیں۔ کوئی نہیں ہیں۔ آپ نے صرف یہ کیا ہے کہ تمام جو مرکزی کا بینہ ہے۔ ابھی آپ دیکھیں جتنے بھی لوگ ہیں آپ خود جا کر کے لوگوں کو دیکھیں کہ وہ کہاں کے ہیں۔ ہماری کون نمائندگی کر رہے ہیں؟۔ ابھی ہم کہیں تو کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ وہ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں اپنی تمام اسکیمیں ڈالتے ہیں۔ ابھی وہاں پر کارخانے بن رہے ہیں زراعت میں اُن کو ترقی مل رہی ہے۔ بجلی جو ہے اس وقت ہماری بجلی کی کیا حالت ہے۔ ہم لوگوں کو جو فنڈ رملتے ہیں ہم بجلی تو لا رہے ہیں۔ جیسے نصر اللہ خان نے کہا کہ قطراتی نظام۔ جیسے لیاقت آغا نے کہا کہ ہم بچے تھے بلیں میں باغ لگا تھا۔ ہم لوگ لورالائی سے آتے تھے وہ باغ میں ہم نے سیب دیکھا۔ اگر ہم لوگ ایسا کریں کہ یہ جو پانی کا چیز ہے، اسکو مطلب ہے جیسے یونان میں جیسے دوسرے ملکوں

میں وہ فوارہ سٹم جو ہے اُسکو اگر وہ بارش کا بھی کام دے گا اگر وہ سٹم ہم لوگ introduce کریں اور ایک طریقے سے اُس پر لیس ریچ ہو۔ ابھی ہماری سبزی جو ہے پاکستان میں سب سے جو اچھی سبزی ہے وہ ہمارے صوبے میں ہیں۔ تمام اچھے فصلیں ہم لوگ دیتے ہیں۔ مگر دوسرا طرف ہمیں اُس پر کوئی ایسی، اگر ہمیں دے دیں جیسے مثلًاً میں نے سنجاوی کا آپ کو مثال دیا اس طرح ہمارے تمام علاقے آباد ہو سکتے ہیں اگر یہ پانی روکا جائے اور ڈیمز بنائے جائیں اور لوگوں کو سہولیات مہیا ہوں۔ ابھی وہاں پر زرعی بینک ہے اور ہر قرضہ بھی دے رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو نہیں دی جاتی ہے۔ یہ جو یہاں زرعی بینک ہے وہ فعال ہوں۔ فلات اور ثروت کے قرضے معاف ہوئے باقی اضلاع جو ہیں لیاقت آغا کی سربراہی میں کمیٹی بھی بنی تھی پتہ نہیں اُس کی رپورٹ کہاں گئی لیاقت آغا نے بھی نہیں بتایا۔ آپ لوگ زمینداروں کی حوصلہ افزائی کریں اُن کو قرضے دے دیں اور دوسرا سہولیات دے دیں انشاء اللہ ہمارے زمیندار کسی چیز میں بیچھے نہیں ہیں۔ میں ہاؤس سے مطالبة کرتا ہوں کہ ہم ایک متفقہ قرارداد کر کے مرکز سے زراعت کے بارے میں جیسے دوسرے صوبوں کے ساتھ ہوتی ہیں ہمارے ساتھ بھی وہ سہولیات دی جائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (جناب چیئرمین)۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

میر محمد خان لہڑی۔ جناب چیئرمین! 2001ء اور 2002ء میں یہی خان پور کا جو بیچ پیدا کرنے والا وہاں ادارہ تھا جو ایک بیچ کی قسم اُنکے پاس تھا حقیقتاً میں بتاؤں وہ بیچ پورے پاکستان میں کہیں اور اس جیسا بیچ نہیں تھا جو ان کے پاس تھا۔ میں وہاں سے بیچ لیتا رہا ہوں۔ ابھی میرے خیال میں 2012ء میں وہ بھی اُنکے ہاتھوں سے چلا گیا۔ انکو صفائی کر کے کاشتکاروں کو دیا جاتا تھا جو ان کا ریٹ اُس وقت ہوا کرتا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ ہمارے نصیر آباد میں جوزرعی ماہرین تھے بلوجستان کے تین علاقوں میں ہیں ایک ایسا بندہ بھایا جائے جو ہمارے فصلات ہیں چاہے گندم ہے چاہے شالی ہو چاہے چنا ہے اُن کو یہاری لگ جاتی ہے تو بہت سے لوگ سندھ سے ماہرین کو لے آتے ہیں کہ بھتی دیکھو فصلوں کو کیا ہوا ہے۔ زمیندار اپنی مدد آپ کے تحت ہمارے علاقے میں اپنے مسائل حل کرتے ہیں۔ دوسرا یہ سٹم شروع کر دیا گیا ہے حکومت بلوجستان نے واٹر میجمنٹ کا، اگر اس کو مزید فعال کیا جائے تو وہاں کے زمینداروں کو بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ تیسرا یہ درخواست ہے کہ سندھ میں اس وقت تقریباً نوے لاکھ گندم جو خریدا جاتا ہے وہ اپنی خریداری کر کے پورا کر دیا ہے جبکہ بلوجستان میں ابھی تک نہ نو ڈوہاں کام کر رہا ہے نہ پاسکو کام کر رہا ہے جو چھوٹے کاشتکار تھے وہ تو اپنے گندم ختم کیئے ہیں ابھی تک ٹینڈر ز نہیں ہوئے ہیں۔ رمضان شریف میں تو گندم نہیں ہوں گے۔ یہ غریب صوبہ کے ساتھ وہ کتنا

سر اسرنا انصافی ہے کہ پچیس مارچ کو گندم کی کٹائی شروع ہو جاتی ہے آج آٹھ نومبر ہے۔ اس وقت کیا نفع جاتا ہے زمینداروں کے پاس یا چھوٹے کاشتکاروں کے پاس کہ آپ گندم خریدیں گے یا پاسکو کے لئے یا فوڈ محکمہ کے لئے۔ میری گزارش ہے اس ایوان سے کہ اگر کسی بھی ادارے پر کام کریں زراعت پر اُسکو صحیح معنوں میں اُس صحیح نام پر کریں۔ شکریہ جناب اپسکر۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (جناب چیئرمین)۔ جی یا سمین اپنی صاحبہ۔

محترمہ یا سمین اپنی۔ شکریہ جناب اپسکر۔ میں بحثیت اس دھرتی سے تعلق رکھنے والی فرزند آپ بیٹی کہیں آج اس اسمبلی کو دیکھیں پھر بھی ہمیں نظر آتی ہے کہ ہماری بحث و مباحثہ یا ہم نے پریشان اقدامات کیئے ہیں، وہ comparatively-productive differences ہیں یا مسائل اور مشکلات ہیں کسی بھی سوسائٹی کے اندر اگر سو شل اور یا پولیٹیکل جو مسائل ہیں وہ اُسکے route-cause ہے وہ جا کر کے ملتا ہے economy کے level پر۔ کہ اگر کسی معاشرے کے اندر economically sound mechanism ہو جائے تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا ہو جو یہاں پر ہمارے معزز اراکین نے بات کی اور پنجاب کی مثال دی میں صحیح ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ ہم compare کریں۔ لیکن تھوڑی سی جو ہماری اپنی ذمہ داریاں ہیں اُنکی بھی ہمیں احساس کرنے کی ضرورت ہیں۔ کیونکہ پچھلے ساٹھ پنیسٹھ سالوں سے ایک بہت زیادہ blame-game ہوا لیکن اس میں بہت حد تک reality بھی ہوئی ظاہر ہے جہاں پر resources کی equal تقسیم ہیں ہوں۔ اب اگر ایک گھر میں چار بھائی ہیں ایک بھائی کے بچے چھ ہیں اور دوسرے کے چار ہیں تو چار والے بچوں کا جو اس بھائی کا تصور ہیں ہے لیکن یہ ہے کہ چھ ہیں یا چار ہیں اُنکو resources کی equality کی بنیاد پر ملنی چاہئے۔ یہ نہیں ہو کہ ایک بھائی کے بچے اگر چھ ہیں اُنکو زیادہ میں اور چار والے کو ملیں۔ تو ہمیں بھی تھوڑا اس اس ملک کے اندر جو بھی مسائل و مشکلات یا حکومیاں اور حکومیاں جن کی بنیادی وجوہات رہی ہیں وہ جنم لیتے رہے ہیں ایک تو ہمیں وہ route-causes کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور ان کا تدارک کرنا بھی چاہئے۔ ہم یہ نہیں بھولیں کہ ہمارے اوپر بھی فرائض ہیں۔ صرف اگر وہ مثالیں دینے سے مسائل حل نہیں ہوں گے practical اقدامات کرنے کی ضرورت ہیں۔ ہمارے صوبہ زرعی صوبہ ہے یہاں پر ستر سے اسی فیصد جو آبادی ہے وہ base کرتی ہے

اگر یکچار لایو اسٹاک پر۔ لیکن اگر یکچار لایو اسٹاک کو due-value دینے کی ضرورت تھی۔ چاہے وہ resources کی تقسیم یا ہمارا جو صوبائی بجٹ ہے اُسکو آپ دیکھ لیں یا ہمارے جو serious attention یا اقدامات کو دیکھ لیں دونوں حوالوں سے میں سمجھتی ہوں کہ اس شعبہ کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جتنا کہ وہ deserve کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم دیکھیں کہ دنیا میں کوئی بھی ملک یا کوئی بھی حکومت اُنکے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے ہیں کہ وہ سو فیصد لوگوں کو نوکریاں دے سکیں۔ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم روزگار کے ذرائع پیدا کریں یا جو موجودہ resources ہیں ان کو boost کریں۔ ہم نہ نوکریاں دے سکتے ہیں اور ہمارے جو ذرائع ہیں انکو نہ ہم manage کر کے لوگوں کو release دے سکتے ہیں۔

زراعت میں بہت سے اچھے ہمارے آفیسرز بھی ہیں skilled ہمارے پاس لوگ موجود ہیں لیکن اس پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے اُس پر کام نہیں ہوا۔ زراعت کی بنیادی elements ہیں وہ زرخیز میں، پانی، بہتر تجیج ہیں۔ یہ زراعت کے لئے بہت اہم ہیں۔ اور مشینری بھی بہت اہمیت کا عامل ایک element ہے اور ساتھ ہی ساتھ human-resources اور تجربہ کار لوگ اور مارکیٹ۔ ان سب پر ہم نے توجہ نہیں دی ہے۔ پانی کے تین چار ذرائع ہیں ایک نہری اور دریائی پانی جو صوبہ سندھ سے آتا ہے کیفر اور پٹ فیڈر سے۔ ہمارا جو due-share ہے وہ پانی ہمیں نہیں ملتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ وہ share اگر مل جائے تو ہمارے پاس وہ کپسٹ نہیں ہے کہ ہم پانی کو اسٹور کر سکیں۔ دوسرا سلسلی پانی کا ذریعہ چشموں کا پانی ہے اُسکو ہم نے بہتر طور پر استعمال کرنے کی ضرورت ہے چوتھا جو ذریعہ ہے وہ underground water ہے کہ اس کو ہم کس طرح سے بڑھائیں۔ یہ پانی کے ذرائع ہیں جن کو بہتر استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو سہولیات دے سکیں۔ آج اکیسویں صدی ہے ہمارے لوگ ٹریکٹروں اور بیلوں سے بل چلاتے ہیں تپتی دھوپ میں ہمارے خواتین بھی کٹائی کرتی ہیں۔ جبکہ ایسے مشینری ہیں جو سینکڑوں میں تیزی سے کام کرتے ہیں۔ اس طرف ہم نے توجہ نہیں دی ہے۔ ہمارے کسان بیجوں کے لئے پریشان ہیں کوئی بھی اُن کو سپورٹ کرتے نہیں ہیں۔ بیچ کامیابی استعمال اور دوائیوں کا استعمال اُن کو سپورٹ کرنے والا کوئی بندہ یہاں نہیں ہیں۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اگر skilled human-resources اور لوگوں کی ضرورت ہے۔ اگر

resources seriousness نہیں ہوں تب بھی میں سمجھتی ہوں ہم پر یکیلکل کام نہیں کر سکیں گے۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی کمی ہیں۔ مارکیٹ کے ساتھ link کرنے کے حوالے سے ہمارا کوئی بھی mechanism نہیں ہے کہ ہم کسانوں کی راہنمائی اور سپورٹ کر سکیں کہ زمیندار کس طرح مارکیٹوں میں اپنی فضلات بچ کر اچھی قیمت وصول کر سکیں۔ آخر میں میں یہی کوئی گی کہ یہ بہت ہی اہم subject ہے ہمیں صرف یہ ہے کہ یہاں پر تقریریں کر کے ختم نہیں کرنی چاہیے بلکہ پر یکیلکل اقدامات کرنے کی ضرورت ہیں۔ ہمارے منشی صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ بہت ہی زیادہ نہیں سمجھتی ہوں کہ وہ اپنے کام میں committed and devoted شخصیت ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ جہاں پر resources نہیں ہوں تو وہاں پر committed and deveted بندہ بھی کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ جو باقی ہم نے کی ہیں اُسکا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے اور ہم اپنادل کو بڑا کر کے ایگر یکچھ کو زیادہ سے زیادہ فنڈز دیں۔ اور چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو بھی سہولیات دیں۔ بلوجستان کی جو ملکومیاں اور محرومیاں ہیں ان کو ختم کریں۔ یہاں پر ڈولپمنٹ اور نان ڈولپمنٹ بجٹ کا بہت زیادہ ذکر ہوتا ہے میرا جو تحریر برہا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے پاس بہت زیادہ ہیں ہم اس کو balanced رکھ پاتے ہیں اور میرے خیال میں جو اس کو مل بیٹھ کر کے کم کر سکتے ہیں۔ nondevelopment میں صرف salaries نہیں ہیں اس کے اندر ہمارے پاس گنجائش بہت ہیں۔ جو ہم maintenance اور repairings کی مد میں رکھتے ہیں۔ اُس maintainance اور repairment کو جو کہ non جو کہ cut کر کے agriculture department کو آسمیں accommodate کریں تاکہ یہ ہے کہ بلوجستان کے ساتھ انصاف کیا جاسکے۔ thank you so much.

میر عاصم کر ڈیلو (جناب چیئرمین)۔ thank you

میر جان محمد خان جمالی۔ شکر جناب چیئرمین اگر مجھے بولنے کا موقع دیں۔

میر عاصم کر ڈیلو (جناب چیئرمین)۔ جی میر جان محمد خان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی۔ شکر یہ آپ کام میں باتیں دوبارہ دوہرائی نہیں کروں گا جو محمد خان لہڑی صاحب اور یاسین بی بی نے کہی ہیں۔ لیکن کچھ انقلابی چیزیں بھی کرنی پڑیں گی۔ یہ وقت ہے اُن چیزوں پر عمل پیرا ہونے

کے لیے۔ پہلے تو نواب شاء اللہ زہری کا commitment ہے کہ بلوچستان ایگر یکچھ یونیورسٹی نصیر آباد میں لاٹی جائے گی فوراً۔ کیونکہ یکمشت 10 لاکھ ایکٹر سے زیادہ آپ کا زیر کاشت رقبہ ہے اُدھر۔ تو نصیر آباد ڈویژن میں سب سے زیادہ ہے یہ نصیر آباد، جفرا آباد، جھل مگسی کے علاقے آپ کے علاقے، یکمشت ایک ایگر یکچھ بلاک ہے۔ اور یہ یاد کر لیں کہ مستقبل جو دنیا کا ہے وہ کہتے ہیں کہ مستقبل میں خوراک اور پانی کی انہتاںی اہمیت ہو گی۔ پانی اور خوراک، ابھی خوراک میں صرف میں ایگر یکچھ تک محدود نہیں ہونا چاہتا۔ میں تو چاہتا تھا کہ یہ بابت صاحب سے بھی یہ باتیں لا یو شاک اور ایگر یکچھ بلوچستان میں ساتھ جاتے ہیں۔ ان دونوں کو بھی آپ کو کھٹے کرنا پڑے گا۔ ترقی دینے کے لیے بہتری لانے کے لیے ایک تو اس سیکھر کو دیکھیں۔ پانی کے سلسلے میں بی بی نے اچھی باتیں کی ہیں۔ اور کرنا پڑے گا۔ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پانی کی تو یہ حالت ہے گواہ تو اُس صورت میں ڈویلپ ہو گا جب آپ کے پاس ڈی سلٹ پلانٹس ہوں گے۔ پھر آپ کی لنسر کشن مکمل ہو گی لاکھوں لوگوں کی تعداد کو سنبھالیں گے سب کچھ۔ بڑی عجیب اتفاق ہے ٹیوب ویل سبیڈی پر تو پتہ نہیں کتنا ارب روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور وہی ٹیوب ویلز واٹر سپلائی کا کام دیتے ہیں۔ اس وقت آپ کی گندم نصیر آباد ڈویژن میں پڑی ہوئی تھی، کھل آسان کے نیچے۔ پاسکو بہت late آئی۔ ابھی کوئی پلکل ہو رہی ہے کہ محکمہ فوڈ کچھ کر رہا ہے۔ وہ خرید کر گندم لے گئے۔ اگر آپ تین ارب روپیہ سبستی دے کر ساری گندم as private parties خرید لیتے تو ہم ایک چیز خرید رہے ہیں۔ صرف یہ کوئی جواز governamnet of balochistan نہیں تھا کہ جی پرانی گندم انہوں نے استعمال نہیں کی۔ پھر آپ بیٹک of as government of balochistan ٹریڈنگ کرتے جائیں چاہے دوسروں کو وہ گندم پیپیں۔ as government of balochistan ایک خصوصی جگہ نہیں ہے کہ as government of balochistan trade کریں۔ تین ارب خرچ کرنا تھا۔ اور ساری گندم آپ اُنکے لے لیتے زراعت والوں کی۔ لوگوں نے مجبوری میں ہزار روپے من بھی پیچی ہے۔ ساڑھے نوسروپے من بھی پیچی ہے۔ محمد خان کو پتہ ہے غریب کسانوں کا حشر کیا ہوا۔ تیرہ سوریٹ ہے ساڑھے نوسو ہزار۔ پاسکو والے آگئے ہیں ابھی وہ بیو پاریوں سے لین دین کریں گے پھر دونوں کا کھانچا لے گا۔ پاسکو والے بھی نامی گرامی محکمہ ہے۔ پھر بیو پاریوں کو جہاں فائدہ ہو وہ کریں گے۔ یہ آپ سب چیزیں focus کر لیں۔ یہ تو ہو گیا ایک چیز فوڈ اور لا یو شاک۔ لا یو شاک کا ایک علیحدہ آپ کو debate کرنی پڑے گی۔ میں نواب شاء اللہ سے ابھی یہ کہتا ہوں on the Floor of the

یہ سی پیک میں آپ بیٹک Chinese آپ کو ڈوزر زپسند نہیں ہے، بہت بڑا 500 ڈوزر لے آئیں اکھٹے اسی سی پیک پلان کے تحت۔ 500 ڈوزر آپ لے آئیں بلوچستان کے لیے زراعت کے لیے یہ وقت ہے۔ ہم تو روڈوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ زونوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ 24 فٹ روڈ کو ہم 36 فٹ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ڈوزر لے آئیں۔ یہ Chinese سے لے آئیں، پرواد نہیں۔ یہ Chinese ادھر آئیں گی، اپنی کمپنیاں کھولیں گی۔ ضرورت اُن کی خود ہی better-services آ جائیں گی۔ یہ وقت ہے ان چیزوں کے کرنے کا۔ کہاں پتہ نہیں احسن اقبال نے انکو کوئی دہاں ڈوزر فیکر یوں پر لے بھی گئے یا نہیں۔ یہ نواب صاحب ہی بتا سکتے ہیں اپنی visit کے بارے میں۔ لیکن یہ ڈوزر لازمی ہیں آپ کی ترقی کے لیے بلوچستان کیلئے۔ اور چاہے یہ نہیں کہیں۔ اور جو آتا ہے بسم اللہ کر لیں انتظار مت کریں۔ اور Chinese بیک آپ سروز دینے گے کیونکہ اُنکے ساری رُؤس involved ہیں یہاں۔ اُن کا طریقہ کار involved ہیں۔ وہ تو یہ چیز پر ہونے ہو زراعت پر تو ہے جناب چیئرمین۔ وہ تو کچھ کریں جا کے، یہ وقت اور میں نواب صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ چلیں بلوچستان یونیورسٹی کو kick-off کرائیں۔ کہیں کان لکھل گئے کہیں میڈیکل کہیں انجینئرنگ کان لکھل گئے کہیں یونیورسٹیاں کھل گئے۔ میرے خیال میں نصیر آباد والوں کا زراعت پر تو حق ہے۔ اور کسی چیز پر ہونے ہو زراعت پر تو ہے جناب چیئرمین۔ وہ تو کچھ کریں جا کے، یہ وقت ہے۔ باقی پتہ نہیں چلے گا نواب صاحب کا پانچواں مہینہ جا رہا ہے۔ پتہ نہیں چلے گا ایک سال کے بعد کہیں گے جی ایکشن کی تیاری کرو۔ الیکشن پر آپ جا رہے ہوئے۔ سارے آپ کے program آگے پیچھے ہو جائیں گے جو آپ کی planning ہوں گی ختم ہو جائیں گی۔ اور ہم پھنسنے رہیں گے دوسری چیزوں میں۔ اور of the House سے میری گزارش ہے سارے ممبران سے سارے مہذب ہیں۔ کہ مہربانی کر کے ایوان کو چلائیں۔ اس وقت اپوزیشن اپنی طور طریقہ پر چل پڑی ہے۔ اور ہم treasury benches پر پر زیادہ فرض عائد ہوتا ہے ہمیں برداشت کرنا پڑے گا۔ ہمیں وہ جو دو پڑوسی خواتین لڑپڑتی ہیں گھروں کے آمنے سامنے اور وہ جوزبان استعمال کرتی ہیں وہ ہماری روایات نہیں ہیں۔ یہاں ہوتے میں انکو بھی یہی کہتا اپنے دوستوں سے بھی تھوڑا ایک بُردباری کے طریقے سے، عزت کے طریقے سے چلیں۔ بلوچستان کی روایتیں ہماری بہت اچھی ہیں ہم بہت بہتر ہیں ان چیزوں میں۔ انہیں الفاظ کے ساتھ آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ لیاقت آغا صاحب! آپ بونا چاہتے تھے؟ آپ conclude کریں گے سردار صاحب! یہ معزز اکیں بولیں اُسکے بعد آپ conclude کریں۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر مکملہ زراعت)۔ سب نے بولا ہے۔

جناب چیئرمین۔ رحمت صاحب بولنا چاہتے ہیں سردار صاحب! رحمت صاحب! فلور آپ کے پاس ہے۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ (وزیر مکملہ صحت)۔ Thank you sir

تجاویز ہیں جو چوڑی تقریبیں کروں گا۔ بنیادی طور پر جس طرح نصراللہ زیرے صاحب نے اس اہم شعبے کو جس انداز میں اُس نے اسکی تفصیلی اور سیر حاصل بحث کیا۔ repetition کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر ہم دیکھیں تو اس صوبے کا تعلق مالداری اور زراعت پر ہے۔ اس پر اس سیکٹر کو میرے خیال میں ہم اکثر نظر انداز نہیں کریں۔

اور خاص طور پر آج صوبے میں جو مشکل حالات ہیں، وہ یہی ہیں کہ میں آج بھی اسی فورم پر کہتا ہوں، کل بھی یہی کہتا تھا کہ غربت سے مجھے نفرت ہے۔ غربت دنیا میں ایک ایسی بیماری ہے جس سے قومیں تباہ ہوتی ہیں لیکن وسائل ہر چیز میں ہمارے صوبے میں اللہ تعالیٰ نے وافر مقدار میں دی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے بنیادی جو تبدیلی ہم اس صوبے میں لانا چاہتے ہیں تو یہاں روزگار کے ذرائع پیدا کریں۔ کیونکہ اگر ہم دیکھیں پورے صوبے میں روزگار کے ایسے کوئی ذرائع نہیں ہیں سوائے زراعت اور مالداری کے۔ نہ کوئی فیکٹری

ہے۔ اور جہاں تک گورنمنٹ سیکٹر ہے، یہاں پر جیسے نصراللہ زیرے صاحب نے کہا کہ ہم اپنی 95% بجٹ کی ہم دیتے ہیں یہ بھی میں واضح کروں کہ ہم صرف 3% کو پورے ہمارے آبادی کی جو ہے اُس کی 3% ملازمت میں ہیں۔ 3% کو ہم 95% پورے صوبے کی بجٹ کو ہم دیتے ہیں۔ پھر بھی 3% سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو میں

یہ تجویز دوں گا کہ جیسے اس صوبے میں اللہ تعالیٰ نے چار موسم کے جو چھل، فروٹ جو پیدا ہوتے ہیں، اُس کی پیداوار ہیں چار موسم کی جو دنیا میں کہیں پر بھی نہیں ہیں۔ جیسا پشتوں بیلٹ میں لورالائی زراعت، قلعہ سیف اللہ باقی علاقوں کا نصراللہ زیرے صاحب نے مثال دیا۔ میں یہ گوشہ گزار کروں کہ اگر ہم پھر مکران بیلٹ پر جائیں تو آواران سے لیکر تربت اور پنجور میں 48 سے زیادہ اقسام کی کھجور پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح جیسے محمد خان لہڑی صاحب نے کہا کہ نصیر آباد گرین بیلٹ ہے بلوچستان کا اس میں شکن نہیں ہے۔ لیکن میں یہ بتاتا چلوں کہ ایک پورا بیلٹ ہے پوری region ہے کہ وہ سرز میں اتنی زرخیز ہے جہاں ابھی تک کوئی ایسی فصل کاشت نہیں ہوئی ہے جہاں آج لوگ دنیا میں شکایت کر رہے ہیں۔ جی زمین پر فصلیں کاشت کر کر کے کیمیا وی کھادیں زمین کی افادیت کو ختم کرتی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مکران ریجن میں آپ جاؤ یا آواران سائیڈ میں زمین انتہائی زرخیز زمین ہے۔ جو ایسے علاقے ہیں جہاں ایک سال میں ایک دفعہ بارش ہوتی ہے وہاں جب گندم آگاتے ہیں وہ اپنی فصل کو پورا لاسکتی ہیں۔ ایسا جو ان زمین اور بالکل قوت یافتہ زمین ہے۔ تو میں یہی تجویز دوں گا کہ سی پیک

کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے ہمیں جن علاقوں میں پیداوار ہوتے ہیں اُن کیلئے وہاں فیکٹری قائم کرنی چاہیے۔ اور date processing zone کی ضرورت ہے۔ وہ میرے خیال میں یہ پنجگور بیگن ہے جو ایران بارڈر کو touch کرتی ہے۔ جو کہ شہنم سے وہ کھجور خراب ہوتی ہے۔ لیکن اس ایریا میں جو خشک موسم ہے۔ تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ تمام چیزوں کی ضرورت کے لیے روڈ سیکٹر کو بھی ترجیحی بنیادوں پر توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ ہمارے زمیندار اپنی مدد آپ جو چھوٹی مولیٰ زمینداری کرتے ہیں، مارکیٹ مہیا نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پاک چائنا گوار جو کوئی یورپن رہا ہے اس سے ہمارے زمینداروں کو سائی احتیاط ہو گی۔ لیکن بھی نہیں ہے جو ایران سے ہمیں بھلی ملتی ہے وہ بھی عام ملکی ریٹ پر جو کہ ایران سے ایک unit ہمیں چار آنے پر پڑتا ہے لیکن ہمارے مکران کے لوگ صرف گھر بیلو استعمال کے لیے اس بھلی کو استعمال کر رہے ہیں۔ 2% ہمیں زرع purpose کے لیے نہیں مل رہی ہے۔ ہم اس اہم تحریک پر یہ تجاویز ہیں ایک متفقہ اور مشترکہ تجاویز جائے فیڈرل گورنمنٹ کو کہ جس طرح باقی صوبوں کو پیکنچ دیا گیا تھا۔ بلوجستان کو خصوصی طور پر زرعی پیکنچ دیا جائے مالداروں کو پیکنچ دیا جائے۔ آج حالت یہ ہے کہ زرعی بینکوں کے سارے برائی بند ہو چکے ہیں۔ زرعی قرضے دیے جائیں۔ اور بلاسود دیے جائیں جو بلوجستان کی پسمندگی کو مدنظر رکھا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب یہ بنیادی چیزیں یہ اقدامات اگر گورنمنٹ سنجیدگی سے اٹھا لے گی۔ اور ہماری تجاویز ہے اور اس میں عوام کی خواہش ہے اور عوام کی ایک مطالیہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو غیر لینینی کیفیت ہے جن دشمنوں نے جن لوگوں نے جن کو موقع ملا ہے بے روزگار نوجوانوں کو ورغلانے میں تو یہ سارے سسٹم کو یہ جو ایک ڈرامہ رچایا جا رہا ہے بلوجستان میں اس کو بند کرنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ بنیادی طور پر ہم زراعت کو مالداری کو اور روزگار کے ذرائع پیدا کریں تاکہ نوجوان خوشحال رہیں زمیندار خوشحال رہے۔ میرا مطالیہ ہے کہ تمام روڈ سیکٹر کو کراچی اور پنجاب، سندھ، کے پی کے تمام چاروں صوبوں کو تمام بارڈر سے منسلک کی جائے تاکہ بارڈر ٹریڈ کو بھی قانونی شکل دی جائے اس کے ساتھ زرعی جو ہماری اجنساں ہے وہ سارے ایک دوسرے ملکوں میں ایکسپورٹ ہو کر جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی تبدیلی آئے گی۔ thank you.

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر ملکہ منصوبہ بندی و ترقی)۔ جناب چیئرمین بڑی مہربانی آپ کی۔ آج ہم اس صوبے کی سب سے بڑی موضوع پر بول رہے ہیں، ہونا تو چاہئے تھا، کہ سب اپنی تیاری کر کے آجائے،

یہ بہت آسان کام ہے کہ زراعت میں یہ ہونا چاہئے اور وہ ہونا چاہئے۔ ہم اپنی زراعت کے بارے میں بات کریں کہ لوگ آگے جا رہے ہیں، اور ہم اگر اپنے اس صوبے کو 1970ء سے لے کر کے آج تک ہم اگر 100 پر سینٹ پیچے نہیں گئے ہیں پسمند نہیں رہا ہے 50 پر سینٹ یہ ہے۔ اس ایگر لیکچر میں میں گناہکیاں ہوں، نام بتا سکتا ہوں کہ یہاں سے ایگر لیکچر سے ہمارے گریجوٹس جاتے تھے، میکسیکو، آسٹریلیا، کینڈا، امریکہ یہ نزدیک ایران ترکی وہاں پر ان فصلات میں ان کو treat کیا جاتا تھا، جو یہاں ہمارے کام آتے ہیں۔ یہی ہمارا ایگر لیکچر تھا، یہی ہمارے گریجوٹس تھے، ٹنڈو جام سے آتے تھے اور میکسیکو فلاں سے فلا سے آتے تھے۔ ہمیں کم از کم تین چار قسم کے بیچ گندم کے دلخواہ۔ وہ تو مجھے یاد ہے ایک زردانہ ہوا کرتا تھا اور ایک زرغون ہوا کرتا تھا جو پروڈکشن کے لحاظ سے تمام یہ جوں سے اُس کا پروڈکشن زیادہ ہوا کرتا تھا۔ تو نہ ہم ٹریننگ کے لئے باہر لوگوں اپنی کپسٹی بڑھانے کیلئے کہتے ہیں نہ یہاں پر ہم رسیرچ کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے، ہماری لیہاریاں ہوا کرتی تھیں، جو ہمیں فروٹ پیک کر کے دیتے تھے مارکیٹ میں اس کی اچھی خاصی قیمت ہوا کرتی تھی۔ ابھی ہم پچھلے 30 سالوں سے ہم اس کے بدنامی کا جو نام ہیں۔ یہ جو غیر جمہوری، غیر آئینی اور جہاد اور فیسیبل اللہ میں لڑتے رہے۔ اُس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا ہے۔ جو پانی کا ہوتا ہے یعنی قلعہ عبد اللہ، پشین، لورالائی یعنی یہاں پر ڈھائی سو سو کاریزات تھے۔ یہ بیٹھے ہوتے تھے۔ آپ ان پہاڑوں میں جاتے یعنی آپ کو ہبہتا ہو یا پانی نظر آتا تھا۔ ابھی وہ بالکل یہ چلتا پھرتا پانی آپ دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اس کی revival چاہئے، زراعت کا تعلق پانی سے ہے ایک طرف، دوسری طرف جب ہم زیریز میں پانی پر ہمارے پاس نہ پانی ہے نہ بجلی ہے، تو زراعت اور مالداری کے لیے کپسٹی، انرجی اور پانی کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ جو دس لاکھ، بارہ لاکھ ایکڑ فٹ پانی ہم ضائع کرتے ہیں floods میں۔ اگر وفاقی حکومت ہمیں میگا پروجیکٹ امدادیں تاکہ تمام صوبے میں یہ جو پانی ہے اس کو ہم reserve کر دیں زیریز میں پانی کو ہم محفوظ کر دیں۔ پھر ہماری زراعت کا مداؤہ ہو گا۔ اور ہمیں انرجی، ابھی تو اچھا ہے کہ انرجی ہمیں مل نہیں رہی ہے۔ میں آپ کو یقین دیتا ہوں، ہمارے گاؤں میں اگر آپ دس دن اگر آپ 24 گھنٹے بجلی دینگے، تو یہ پانی خشک ہو جاتا ہے۔ پھر ہمیں extra نیچے پاپ ڈالنے پڑتے ہیں، یہ تمام کا سیر حاصل استٹڈی کر کے، پانی کا بھی بندوبست ہو، بجلی کا بھی بندوبست ہو، پھر ہمارے ہاں کپسٹی ہو گی۔ پھر ہم زراعت کو ترقی دے سکتے ہیں۔ زراعت کا ایک اور ہم شعبہ ہے وہ رسیرچ جو ہے یہ تو نہیں کہنا چاہئے کہ بالکل ہے، تی نہیں۔ ہمارے پاس کپسٹی بھی ہے ڈاکٹر مالک صاحب نے ایک دفعاً ایگر لیکچروں کا کہا تھا۔ اور رسیرچ پر بڑا ذرا دریا تھا۔ تو جہاں کھجور ہوتا ہے وہاں کھجور کی رسیرچ ہونی چاہئے۔ جہاں سیب ہوتا ہے وہاں

سیب کیلئے جہاں انگور ہوتا ہے وہاں انگور کیلئے کریں۔ ہم اب یہ common-sense پر چلا رہے ہیں۔ میں ادھر گیا تھا زرداں اونسبتاً گرم علاقہ میں ہوتی ہے۔ وہاں پر مجھے انار کے کچھ درخت نظر آئے۔ تو بابا لوگ بیٹھے تھے، ان کا جرگہ تھا۔ میں نے کہا یہاں انار ہوتا ہے؟۔ اُس نے کہا یہاں تو پہلے وقت میں انار تو ہوتا ہی نہیں تھا۔ زیارت والوں کو خدا غرق کرے۔ یہ اُنکے الفاظ تھے۔ وہ ہم سمجھے کہ انہوں نے سیب میں پیسے کمائے ہم لوگ بھی کمائیں گے۔ ہم نے اپنے باغوں کو نکال کر کے سیب کے باغات لگائے، ابھی سیب ادھر ہے لیکن اُس کا نہذا انتہہ سیب کا ہے نہ رنگ سیب کا ہے۔ یہی بیشین، قلعہ عبداللہ میں ہمارے ساتھ یہ tragedy ہوئی زراعت نہ ہونی کی وجہ سے۔ یہ سیب، انگور اور انار کے علاقے ہیں۔ ہم سمجھے کہ ہر جگہ سیب ہوتا ہے۔ ابھی سیب تو ہم لوگ تو گزارا کر لیتے ہیں جب پانی خشک ہو گیا، اُسیں فلڈ ایریگیشن کی ضرورت ہے۔ ابھی پانی کی نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ تو یہ زراعت والوں سے درخواست ہے پرنٹ میڈیا سے الکٹرائیک میڈیا سے کہ لو گوں کو کم از کم یہ تو بتائیں کہ فلاں فلاں ڈسٹرکٹس آپ کے انار کے ہیں اور انگور کے لیے ہیں علاقے آپ کے جس طرح سیب کو کہتے ہیں freeze environment میں، تو بہ اچکنی میں اور زیارت میں۔ بیشک ایک اچھے سیب کی کوالٹی اگر ہو۔ باقی نہیں وہاں اُگ سکتا ہے۔ ابھی بھی بلوجستان میں ایگر یکلچر کی نہ ہونے کے برابر تو میں نہیں کہوں گا اچھی بات نہیں ہے۔ پھر بھی ہم پانی بھی نہیں ہے بھلی بھی نہیں ہے round the year کے سیب دنیا سے کم قیمت پر ہم دے سکتے ہیں۔ اسی کی اگر ہم گریڈنگ کریں پیکنگ کو improve کریں دنیا کو مہیا کر سکتے ہیں۔ تو یہ وہ عوامل ہیں ان پر ہم اگر سیر حاصل بحث کریں۔ مل کر کے سوچیں۔ اگر ہمارے ایگر یکلچر اس وقت اتنی اچھی تھی سالانہ نمائش ہوا کرتے تھے ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ کی۔ ہر سال لوگ اپنے سیز بن کے فروٹ لاتے تھے اور انعامات ہوتے تھے۔ وہ سب قصہ۔ تو یہ واپس جس طرح صوبے میں ہم لاءِ اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور کرپشن ختم کرنے کیلئے لگے ہوئے ہیں۔ تو یہ تمام عوامل ہیں۔ تو اگر پانی نہیں ہو گی بھلی نہیں ہو گی معیاری کھاد نہیں ہوں گی، کپسٹی نہیں ہو گی۔ زراعت اور فروٹ کدھر سے ہم کر سکتے ہیں۔ تو ان تمام کے لیے کپسٹی کی جو ضروریات ہیں وہ ہم پوری کریں۔ تو یہ تمام ہم جو کھوچکے ہیں اپنے غیر جمہوری، غیر آئینی، غیر قانونی، غیر انسانی، جہاد فی سبیل اللہ اور فلاناں اسیں جو کچھ ہم کھوچکے ہیں۔ یہ زراعت کے آفسران بیٹھے ہیں یہ انکو واپس کریں ہم انکی مدد کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ thank you

جناں چیئرمین۔

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر حکمہ زراعت و کاؤپریٹوں)۔ شنگریہ جناب چیئرمین۔ سید آغالیاقت علی۔ جناب چیئرمین ایسا ہے کہ یہ اس میں قرارداد کی روشنی میں ہے یہ۔ لالا یا اس میں ہے جناب محترم چیئرمین صاحب جو قرارداد اس دن پیش کی گئی، اس کی روشنی میں یہ تو اس دن کے لیے مخصوص کیا گیا ہے، اور اس پر دو گھنٹے کے لیے بحث کیلئے کہا گیا ہے۔ تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ قرارداد وہ ہوتی ہے اور دو گھنٹے بحث کے لیے ہوا ہے۔ اسکو مشترکہ قرارداد میں include کیا جائے، یہ براہ راست۔ نمبر دو میرا ایک عرض ہے کہ اس بڑے صوبے میں ایک زمانے میں آپ کے علاقے میں ناٹری کا بیل بڑا مشہور ہوتا تھا۔ جو بڑا ہٹھا کٹھا گوشت ہمارے علاقے کو فروخت کرتا تھا۔ تو اس پر بھی زراعت میں رسیرچ کی جائے، یہ میری درخواست ہے۔

جناب چیئرمین۔ thank you۔ تھانک یو۔ سردار صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر حکمہ زراعت و کاؤپریٹوں)۔ جناب اسپیکر شنگریہ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ بلوچستان کی زمین ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے زراعت کے لیے مخصوص کی ہے۔ لیکن پانی نہ ہونے کی وجہ سے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے لاکھوں ایکٹر بلکہ کروڑوں ایکٹر زمین خبر پڑی ہوئی ہے۔ جو تھوڑی بہت زمینداری بلوچستان میں ہو رہی ہے، وہ ضلع نصیر آباد ہے جہاں دریائے سندھ پر آباد ہوتے ہیں، باقی throughout بلوچستان میں یہ تو ہمارا سیلا ب آیا ہے یہ کچھ علاقوں میں ٹیوب ویل لگا کر کے زمینداری چھوٹی موٹی ہوتی ہے۔ لیکن بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے واٹر ٹیبل بیچے جانی کی وجہ سے تو وہ زمینداری بھی میں سمجھتا ہوں، کہ آئندہ چند سالوں تک محدود ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے ہم اس کی سد باب کے لیے ابھی سے پلانگ کریں، ابھی سے کوشش کریں۔ دواؤں کے حوالے سے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو وہ جو تباہی آنے والی ہے، چند سال میں اس سے بچایا جاسکے۔ بلوچستان کی حکومت گو کہ ہماری یہ کوشش ہے کہ زراعت کے حوالے سے بیہاں کافی کام ہوں۔ لیکن بلوچستان حکومت اپنی محدود وسائل میں رہتے ہوئے جب سے یہ مخلوط حکومت قائم ہوئی ہے۔ ایک مشرف کے زمانے سے چل پڑا تھا کہ 200 ڈوزر زبلوچستان کے لیے ضروری ہیں۔ کیونکہ گز شتہ 20 سے 25 سالوں سے کوئی ڈوزر زبلوچستان کے لئے نہیں خریدی گئی ہیں، جو ڈوزر زماں پنی زندگی ختم کر چکی ہیں۔ ہماری گز شتہ پچیس، تمیں سالوں سے جنہوں نے اپنی زندگی ختم کر چکی ہیں۔ وہ استعمال ہو رہے ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت کے آنے پر 200 ڈوزر زمکن کی جگہ 49 ڈوزر زماں پنی زندگی ختم کر چکی ہیں۔ شاید وسائل نہیں ہیں کہ ہم باقیوں کو بھی لے سکیں۔ اب پودوں کی بات ہے بلوچستان کے کچھ علاقوں کے خاص کر

لورالائی، خضدار، قلعہ سیف اللہ، پنجگوریا لیسے علاقے ہیں جہاں پودے ہم لگائیں اسمیں پانی بھی کم خرچ ہو گا، اور آئندہ مستقبل میں ایک ذریعہ بنے گا، زمینداروں کا ذریعہ معاش۔ پودے، دو طریقے ہیں، ایک پودا ہم لوگوں نے بلوجستان میں، بعض ساتھیوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ جی ہم لوگوں نے زراعت کے محکمہ نے یہ پودے خریدے ہیں۔ ہم نے کوئی پودے نہیں خریدے ہیں۔ یہ کچھ پودے ہمیں فیڈرل گورنمنٹ بھیجا ہے۔ دوسرا ہمارے باغ بننے ہیں جو فارم ہے پرانا اُس سے ہم کنگ کر کے کچھ پودے اگاتے ہیں اور وہ بھی ہم زمینداروں کو دیتے ہیں۔ اس لیے کوئی ایسا بجٹ نہیں ہے، کہ ہم اپنے طور پر باہر کے مکون سے جو جدید آج کل پودے ہیں وہ ہم لوگ حاصل کر سکیں۔ اسکے لیے ہمارے پاس مخصوص فنڈ نہیں ہیں۔ ہمارا ایریا مستونگ وغیرہ کا ایریا ہے یہاں سے قلات تک یہ پستہ و بادام ان کے لیے بہت ہی اچھی آب و ہوا چاہئے ہوتی ہے۔ پستہ کے حوالے سے ہم لوگ کوشش کر رہے ہیں، ہم ادھر زیادہ سے زیادہ پستہ لگائیں، لیکن پستہ لگانے کیلئے زمیندار سلے بچپنا تے ہیں کہ اس کی بہت تقریباً دس پندرہ سال کے بعد وہاں آتے ہیں اور پستہ دیتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے گرین بلوجستان کے حوالے سے 15 سو ملین مخصوص کئے تھے۔ جن پر مختلف ایریا زیر کام جاری ہے اور میں اپنے ایم پی اے حضرات سے یہ بھی گزارش کروں گا۔ جہاں جہاں اس کا کام ہو رہا ہے وہ خود اس کو مانیٹر گ کریں، کہ بھئی یہ کام صحیح طریقے سے ہو رہا ہے، اس میں fault ہے کم از کم وہ اسمیں ہمیں ضرور شفافیت دیں۔ جہاں تک ریسرچ کے شعبے کا تعلق ہے یقیناً دنیا بہت آگئی ہے۔ ابھی انڈیا میں، یہ پنجاب کی ہم مثال دیتے ہیں، یہ سندھ کی، وہ ہم سے زمینداری میں بہت آگے ہیں۔ وہاں ابھی انڈیا وغیرہ میں سینکڑوں کی تعداد میں ڈاکٹر زبیٹھے ہیں ریسرچ کر رہے ہیں گندم کے اوپر۔ وہاں ہر فصل پر ریسرچ کرتے ہیں۔ آج کل وہ کہتے ہیں جتنا جان سکتے ہیں اُتنا ہم حاصل کریں۔ لیکن ہمارے پاس ریسرچ کا وہ ڈائریکٹوریٹ موجود نہیں ہیں، جس میں ہم سارے بلوجستان کو ہم cover کر سکیں، ہمارے پاس نہ وہ فنڈ نہیں نہ ہمارے پاس وہ لوگ ہیں، جو ہمارے پاس وسائل ہیں اس کے حوالے سے ہم کام کر رہے ہیں ہر ماہ ہر ڈسٹرکٹ میں اُس کے لئے ہم باقاعدہ کافرنس کر رہے ہیں، لوگوں کو بلارہے ہیں، زمینداروں کے لئے آگاہی پروگرام شروع کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں جہاں ہم جا رہے ہیں روڈوں پر وہ بھی ہم لوگوں نے شروع کیا ہوا ہے، روڈوں پر مختلف زمینداروں کو مائل کرنے لیے ہم لوگوں نے کاشت کے حوالے سے زمینداری کے حوالے سے مختلف چاکنگ وغیرہ کیا ہیں بورڈز لگائے ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پوری کابینہ یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے، CM صاحب بھی۔ اگر زراعت کو ترقی دینی ہے، اگر زراعت کو اس مقام پر پہنچانا ہے، اس کا

وقت آرہا ہے اس کے لیے فنڈ زکی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں بلوجستان حکومت کے پاس یہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم اتنے فنڈ دے دیں، تاکہ جو ہمارا مگر بکچر جو ہے وہ کم از کم نظر آئے۔ ابھی ہمارے پاس PSDP ستائیں ارب روپے کا پڑا ہے جو کہ approved شدہ ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ کا لیکن مجھے امید نہیں کہ وہاں سے فیڈرل PSDP سے ہمیں پیسے ملیں گے۔ وہ کہتے ہیں۔ جب صوبے devolve ہو گئے۔ اور زراعت جو صوبائی subject بن گیا ہے۔ ہم اس کو سپورٹ نہیں کریں گے۔ جہاں ان کے مقصد کے کام ہوتے ہیں وہ اپنے طور پر کرتے ہیں۔ جیسے میں نے مثال دی کہ انہوں نے آلو کے پودے وہ خریدتے ہیں ہمیں پتہ نہیں کہ وہ پودے آسٹریلیا سے لا میں کہاں سے لا میں اس کا L.C. کدھر ہے؟۔ خود ٹینڈر کرتے ہیں خود خریدتے ہیں۔ اگر فی سبیل اللہ کوئی دو چار ہزار پودے ہمیں بھیجتے ہیں تو ان کی مہربانی۔ ورنہ ہم لوگوں سے انکا کوئی رابطہ ہی نہیں ہے۔ جبکہ یہ پودے صرف بلوجستان میں ہی لگتے ہیں پنجاب اور سندھ میں نہیں لگتے ہیں۔ لیکن وہ اس سلسلے میں ہماری ڈیپارٹمنٹ ہمارے سینکڑی سے کوئی مشاورت نہیں بھائی کہاں سے لیتے ہو کیسے لیتے ہو۔ ان کی قیمت کیا ہیں۔ ہمیں اُس سے لاعلم رکھا گیا ہے تو میں وزیر اعلیٰ سے گزارش کرتا ہوں۔ کئی PSDP بن رہا ہے۔ وہ کوشش کریں کہ زراعت کے حوالے سے مطلب ادھر کچھ کم از کم کچھ ڈالا جائے فیڈرل PSDPs میں۔ اگر وہاں سے نہیں کیا بلوجستان کا یہی ہے چار سو پانچ ملیں ہزار ملین ابھی بلوجستان پاکستان کا آدھا حصہ ہے۔ ابھی پانچ سو ملین یا ہزار ملین آپ خرچ کریں گے کیا ہو گا؟ اس سے کوئی اس کی افادیت کم از کم وہ نہیں آپ لوگ تک وہ چیزیں نہیں پہنچتی ہیں۔ جس کو ہم چاہتے ہیں کہ ہم لوگ زراعت کے حوالے سے کریں۔ ابھی انہوں نے اربوں کے حساب سے پہنچ کا اعلان کیا بلوجستان کو کیا ملا۔ ابھی تک ہمیں کچھ نہیں ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں چاول اور کپاس کے زمیندار ہیں ان کو کچھ پیسے دیئے۔ ابھی انہوں نے کیا کہ 112 ایکڑ۔ اور جبکہ ہمارے نصیر آباد میں گندم یا کپاس کاشت ہوتی ہے۔ وہاں ایک بلک 16 ایکڑ آتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اُس میں ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہو گا یہ جو پیسے رکھے ہوئے میاں صاحب نے کسانوں کے حوالے سے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نے بلوجستان کے کسانوں کو آگے لی جانا ہے۔ یہاں بلوجستان میں چیلنج کرتا ہوں کہ زرعی بینک سے کوئی ایک روپے کی ادھار نہیں ملتی۔ وہ کسی منڈی میں جائیں گے۔ وہاں سے سود کا پیسہ ادھار کریں گے اپنی فصل آدمی قیمت پر دینے لیکن میکوں سے یہ جو سودی نظام ہے اس پر کوئی تیار نہیں جنہوں نے پہلے پیسے لئے وہ ابھی تک اُس میں پہنچنے ہوئے ہیں۔ یہاں آپ نے بولا ابھی ہمارے واٹر میل بعض جگہوں کے ڈسٹرکٹ آواران میں بچالی نہیں ہے ڈسٹرکٹ خضدار کے بعض علاقوں میں بچالی نہیں وہاں کا واٹر میل

بیلہ کے آدھا اضلاع میں واٹر کا لیول 25 فٹ پر ہے۔ ہمارے علاقے میں 40 فٹ پر ہے۔ اگر وہاں زمینداروں کو ہم یہ نہیں کہتے کہ ان کو مفت میں دیں اگر اُس کو قیتاً زمینداروں کو سولہ دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ دوسری بڑی بات یہ ہے کہ جب ہم لوگوں کا فصل تیار ہوتا ہے۔ آج کل ہمارا پیاز کا سیزن شروع ہوا ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ آواران کا ہمارے خضدار ڈسٹرکٹ کرن تھیصیل اور نال ہے ہمارے نصیر آباد وغیرہ میں پیاز شروع ہوا۔ لیکن ابھی ہم نے دیکھا کہ دوچار میں یہ شروع ہو گیا۔ فوراً اس کی قیمت نیچے آگئی۔ ابھی میں پیاز شروع ہوا۔ 400 تک آگیا۔ دوچار دن کے بعد اتنا گر جائیگا کہ زمیندار اپنی فصل نیچے نہیں سکے گا۔ سیب کا سیزن ہوتا ہے بھی یہی حال ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کو کوئی پالیسی ہی نہیں ہے۔ جب ہمارے پاس اپنی چیزوں ہیں۔ کم از کم باہر کے چیزوں کو آنے سے روک لیں۔ وہ جب آتے ہیں تو ہماری فصلوں کی قیمت گرفجاتے ہیں۔ ہمارے زمینداروں کو اتنا نقصان ہو جاتا ہے کہ دو چار سال تک وہ سر اٹھانے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس موضوع پر زراعت کے حوالے سے اسمبلی میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ ہمارے جتنے معزز ممبرز ہیں سب نے حصہ لیا ہے اور اچھے اچھے تجاویز دیئے ہیں۔ دل تو سب کا یہی چاہتا ہے کہ نئے ٹینکناں والی اور نئے ریسرچ کے حوالے سے ہم زمینداری کریں چونکہ پھر وہ وسائل درمیان میں آ جاتا ہے۔ آپ کا فیڈرل PSDP بن رہا ہے۔ ہم CM صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں کہ جو کسان پیچ کا انہوں نے اعلان کیا ابھی تک بلوچستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اگر فیڈرل کا نیا PSDP بن رہا ہے۔ زراعت کے حوالے سے اُس میں اتنے پیے رکھ ریسرچ کے حوالے سے بلڈوزر کے حوالے سے ابھی ہمارے 49 بلڈوزر آئے ہیں۔ ہمارے 32 ڈسٹرکٹ ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ کو ایک ایک بلڈوزر دیا ہے سارے ساتھی ناراض ہیں۔ بھی ہم کدھر سے دیں جبکہ 200 بلڈوزر کا پلان ہے۔ چونکہ ہمارے پاس پیسے نہیں، ہم تو نہیں خرید سکتے ہیں، سال میں دس یا بارہ لیتے ہیں۔ اگر آپ اسلام آباد گئے تو مہربانی کریں ہمارے تینوں coalition partners سے ایک ایک ممبر ساتھ لیں تاکہ ہم وہاں فیڈرل منٹر سے بات کریں احسن اقبال سے ملیں تاکہ بلوچستان کی ایگر یکلپی کے حوالے سے کچھ فائدہ ہو۔ آپ سب کا مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ thank you

میر جان محمد خان جمالی۔

کا اظہار کریں۔ اور وہ خود بھی زمیندار ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر حکومت منصوبہ بندی و ترقیات)۔

جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر حکومت منصوبہ بنندی و ترقیات)۔ جناب چیئر مین! میں آپ کا بڑا منکور ہوں۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا چونکہ زراعت بڑا اہم موضوع ہے۔ شکایت ہی سمجھیں۔ ہمارے PSDP کا جب سائز ہمیں اپنی بجٹ کے مطابق بانا پڑتا ہے۔ تو زراعت کو غیر ضروری سمجھ کے ہمارے 1800 ملین کو 450 ملین پر reflect کیا گیا۔ نواب صاحب! اگر آپ کا توجہ ہو۔ جمالی صاحب! بھی آپ کا ڈیماڈ کر رہا ہے۔ منستر صاحب بھی آپ کا ڈیماڈ کر رہا ہے۔ اور میں بھی request کر رہوں۔ تو جناب چیئرمین! زراعت کو غیر ضروری سمجھ کر 1800 ملین کو کاٹ کر محض بجٹ کو اپنے اُسمیں لانے کیلئے 450 ملین روپے میں reflect کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں مجھے پتہ ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر حکومت منصوبہ بنندی و ترقیات)۔ یعنی 15-2014ء میں وہ اٹھارہ سو کا reflect تھا۔ میں نے کہا کہ ہم قطعاً نہیں مانیں گے۔ Thanks to the Chief Minister کو محض اس لئے وہ نہیں کرنا چاہئے کہ جی بس وہ سائز برابر کرنے آئے۔ تمام ممبروں کے Privilege کو رکھنا چاہئے یہ دوسری بات جو معزز وزیر صاحب نے بات کی ہم Priority پر رکھنا چاہئے کہ ان تمام چیزوں کے لئے ہمارے لئے پیچ کریں کہ فیڈرل گورنمنٹ سے request کریں کہ ان تمام چیزوں کے لئے ہمارے لئے پیچ reflect کریں فیڈرل PSDP میں بلڈوزرز ہوں، ٹریکٹر ہوں۔ اور میں اس سے بھی نہیں کرتا اگر nominal اس پر ہمیں ایگر یکلچر کی مد میں لوں لینا پڑے۔ مختلف ڈسٹرکٹس میں ایک سال، اگلے سال دوسرے ڈسٹرکٹس کے لئے، پھر دوسرے سال اگلے ڈسٹرکٹس کیلئے لوں لینے پڑیں We should go for it. Thank you very much

جناب چیئرمین۔ جان محمد جمالی صاحب میرے خیال کافی لوگوں نے اس پر بحث کی۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر حکومت زراعت و کاؤپریٹوں)۔ جناب آپ سن لیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ چاہئے۔ جب آپ نے وزیر اعلیٰ کے عہدے کا چارچ سنبھالا تو آپ نے آپ نے اپنی پہلی speach

میں آپ نے اعلان کیا کہ نصیر آباد میں ایک زرعی یونیورسٹی بنایا جائے گا۔ اس حوالے سے ہمارے معزز ممبران میرے پاس آئے انہوں نے ہم رابطہ سے کیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اعلان تھا۔ ہم نے ایک ٹیم وہاں بھیجا خانپور کہ وہ زمین دیکھیں۔ وہاں تقریباً ایکریلکچر کا دو ہزار ایکڑ زمین پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے I-PC بنایا تیار کر کے جب ادھر لایا پھر ہم لوگوں نے ACS سے رابطہ کیا کہ جی یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اعلان تھا اور اس حوالے سے ہم I-PC بنارہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک یونیورسٹی already کوئی نہ میں بن رہا ہے۔ ہم دوسری یونیورسٹی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اتنا پیسہ ہمارے پاس نہیں ہیں کہ نصیر آباد میں بھی یونیورسٹی قائم کریں۔ تو میرے ساتھی میرے پاس آئے میں نے انکو بتایا اور تمام پوزیشن ان کو واضح کیا۔ ابھی آپ جانیں آپ کے ممبران جانیں آپ کا نصیر آباد جانیں۔

جناب چیئرمین۔ جی لیڈر آف ہاؤس۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قائد ایوان)۔ شکریہ سردار اسلام صاحب اچھا کیا آپ نے میرے knowledge میں لایا۔ بالکل میں نے نصیر آباد کا commitment کیا تھا، وہ یونیورسٹی بنے گا اور بلوجستان جو ہے وہ رقبے کے لحاظ سے 45% ہے پاکستان کا۔ تو ہمیں چاہئے ہمارے جو far-flung-areas ہیں ہمارے ڈورڈور کے علاقے ہیں جہاں جہاں کا لجز کی یا یونیورسٹیوں کی ضرورت ہے۔ اور نصیر آباد والوں کا اس لئے حق بنتا ہے وہ کیونکہ گرین بیلٹ ہمارا ہے ہی وہ نصیر آباد ہے۔ اور ایکریلکچر جس حوالے سے کرتے ہیں۔ تو زیادہ ترا ایکریلکچر ہیں سے ہوتی ہیں، گندم کی شکل میں اور چاول کی شکل میں ہوں یا دوسرے حوالے سے ہیں۔ آپ کو خود پتہ ہے آپ ایکریلکچر منستر ہیں۔ تو اس پر میں بات کروں گا اور یہ میرا commitment ہے اس کو انشاء اللہ میں complete کروں گا، اور اس کو ہم کریں گے انشاء اللہ۔

جناب چیئرمین۔ thank you

محترمہ عارفہ صدقیق۔ آج کے اخبار میں ڈسٹرکٹ قلعہ سیف اللہ DHQ ہسپتال میں ڈاکٹروں کی 20 پوسٹیں خالی ہیں اس کا بیان آیا ہوا ہے۔ بلکہ میں کہوں گی کہ یہ آج نہیں بلکہ ہر دوسرے تیسرا دن یہ بیان آتا رہتا ہے۔ اور یہ پوسٹیں جو چار سالوں سے خالی پڑی ہوئی ہیں۔ وہاں پر مشینیں بھی ہے اور بلڈنگ بھی ہیں جب ڈاکٹر زنہیں ہوں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس سلسلے میں منظر ہیئتھ سے گزارش ہے کہ وہ اس کے بارے میں نوٹس لیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (جناب چیئرمین)۔ thank you۔ معز زارا کین اسمبلی نے زراعت کی ترقی کی بابت کافی بحث کی اور اپنی اپنی تجاویز دی ہیں۔ محکمہ زراعت، معز زارا کین کی آراء کی روشنی میں صوبہ میں زراعت کی ترقی کیلئے نئے مالی سال 17-2016ء کے بجٹ میں مفید تجاویز شامل کریں تاکہ اس اہم شعبہ میں صوبہ ترقی کی جانب گامزن ہو سکے۔ کاشتکار اور عوام اسکے ثمرات سے مستفید ہوں۔ ڈاکٹر حامد خان اچکزی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ مرکزی حکومت بھی ہمیں پکن دے assist کرے۔

جناب چیئرمین۔ پروشل گورنمنٹ ہی کرے گا یہ تو محکمہ devolve ہو چکا ہے۔ اب صوبائی حکومت نے کرنا ہیں۔

وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات۔ تو فیدرل گورنمنٹ سے بھی ہم request کرتے ہیں وزیر اعلیٰ کے توسط سے۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (جناب چیئرمین)۔ فیدرل گورنمنٹ سے بھی request کرتے ہیں مگر یہ محکمہ devolve ہو چکا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 12 مئی 2016ء بوقت شام 4:00 تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی شام 6 بجکر 25 پر اختتام پذیر ہوا)